Rs. 25/-

Idarah - i Adabiyat - i Delli
2009, Qasim Jan St.,
Delhi.-6 (India)

إن أحسن الكلام وأبلغ النظام كلام الله الملك
العزيز العلام الذي جعل كلام الملوك ملوك الكلام

بعون افضال خداوند ذو العز والجلال دیوان بلاغت عنوان

عالیجناب معلی القاب شہریار کشور سخنوری ہنر بیشۂ معنی پروری صاحب عالم
و عالمیان حضور پرنس فریدون فر جنرل مرزا محمد ہنر علی بہادر
بے بہادر المتخلص بہ ہنر خلف اکبر حضرت سلطان ابن السلطان
خاقان ابن الخاقان پادشاہ ظل اللہ ابو المنصور ناصر الدین
پادشاہ عادل قیصر زمان محمد واجد علی شاہ
بادشاہ اودہ ادام اللہ سلطنتہ و افاض
علی العالمین برہ و احسانہ آمین۔
حسب فرمایش جناب
فضائل مآب
ذو المجد

والجاہ مولانا مولوی محمد شاہ صاحب مدار المہام سرکار حضور پر نور مصنف ممدوح در مطبع نظامی مطبوع گردید

قال النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا

ں کے سوای سارے اعضا میں بھی تاثیر کرے تو درجہ رابعہ
ں اور یہ انتہای تاثیر ہی
ہ ہرایک درجہ کے تین تین رتبے عرض میں قرار دیے گئے ہیں
اوسط اور اخری اور کیفیت غالبہ ہرایک درجہ کے
بت اوسط کے کمتر محسوس ہوتی ہی اور اوسط میں زیادہ
ت ہی زیادہ اور کیفیات کے ہر مرتبے کے درجہ رابع کو طول
تے ہیں اور اُس شی کو سمی پر جو شی کہ بحسب صورت نوعیہ تریاق
ستثنیٰ ہی اور جو اذیت یا سمیت اُس دوا کی چوتھے درجہ
ں ہو وہ البتہ قابل اصلاح ہی لیکن جو آخر میں ہی ہرگز اصلاح
ر اس تقسیم اور کیفیات کے مدارج اور مراتب کے واسطے کوئی
ہی بلکہ یہ سب صورت میں اکثری اور استقرائی ہیں نہ تحقیقی

ں چوتھی مرکبات کے مزاج کے بیان میں

ہ مرکبات کا مزاج نکالنا خالی از دشواری نہیں ہی اور حکما نے
بہت سے خوض و غور کر کے طرح طرح کی ترکیبیں نکالی ہیں پھر
بوں میں تو درجہ تحقیقی نکل آتا ہی پر اکثر مرکبات میں بہزار تکلف
حاصل ہوتا ہی بالجملہ مرکبات کے مزاج نکالنے کا طریقہ اسہل
کیا گیا ہی اور اوس طریقہ سے بایدک توجہ مرکب کا مزاج معلوم
داہ اوسکی دوائیں متفق الاوزان ہوویں خواہ مختلف الاوزا

مسر

پھر طریقہ رابعہ

مزاج
مزاج

ما شاء الله لا قوة الا بالله

الحمد لله که درین زمان صحیفهٔ فصاحت عنوان بلاغت مشحون دلان بیتاب اقلام ابهمین معارک

دیوان ببر

بسرگرمی عزیز القدر حاجی شیخ محمد یعقوب سلمه علام الغیوب باهتمام عاجز بیچمدان محمد عبد الرحمن

در مطبع نظامی واقع کانپور محله پٹکاپور مطبوع گردید ۱۲۹۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

عقل حیران ہو گئی محوِ تماشا ہو گیا
کیا کہون اک لفظ کُن سے خلق کیا کیا ہو گیا

قادرِ مطلق اسی سے نام اوسکا ہو گیا
یہ اوسی پر ختم ہے جو امر چاہا ہو گیا

ذاتِ احمدؐ سے عیان جلوہ احد کا ہو گیا
پردۂ کثرت مین وحدت کا تماشا ہو گیا

کیا کہون کسنے تجلّی شانِ محبوبی مین کی
آپکی صورت سے پیدا اُسکا جلوا ہو گیا

تھی ظہورِ نورِ حق کی آپ ہی سے ابتدا
آپ ہی پر خاتمہ پیغمبری کا ہو گیا

جلوہ گر اوس نورِ حق کا جب ہوا اسمین خیال
دل ہمارا ہمسرِ عرشِ معلیٰ ہو گیا

عاشقِ جانبازِ محبوبِ خدا کا ہی وہی
دل سے جو شیدا علیِ مرتضیٰ کا ہو گیا

نقشِ حبِ پنجتن ہے جس پہ یا نامِ خدا
اسمِ اعظم کا مخمّس دل پہ کندہ ہو گیا

[illegible]
پنجتن کی پیروی کا صاف ایما ہو گیا

آسمانِ لطفِ حق کے برج ہین بارہ امام
آفتابِ دین انھین سے اوج آرا ہو گیا

کی محبت چاردہ معصوم سے جسنے ہنر
مثلِ ماہِ چاردہ روشن دل اوسکا ہو گیا

حسنِ روز افزوں کی نیرنگی سے کیا کیا ہو گیا
یان محبت جو گئی وان ناز دونا ہو گیا

پہلے صرف اک دل تڑپتا تھا یہ اب کیا ہو گیا
اونکے آنیسے تو کل اعضا مین عشا ہو گیا

مرتبہ یہ دیدۂ دیدار جو کا ہو گیا
طور منظورِ نظر ہونیکو سرما ہو گیا

بیخودی نے اچھی صورت سے دیا مجکو فریب
صاف مجکو اپنے اوپر اونکا دھوکا ہو گیا

زیرِ خنجر کس ادا سے رقصِ بسمل نے کیا
دیکھکر قاتل جسے محوِ تماشا ہو گیا

نیلا پیلا دیکھکر مجکو ہوا پھر سرخ و زرد
کیا رقیب اے آفتابِ حسن حربا ہو گیا

گردشِ گردونِ دون نے یہ ملایا خاک مین
ہر کس و ناکس کا مین نقشِ کفِ پا ہو گیا

یاد مین اوس بحرِ خوبی کے رویا مین اسقدر
بہتے بہتے چشمِ غم ایک دریا ہو گیا

باغِ جنت سے ہمین دیتا ہی کیون واعظ فریب
کیا قدِ جانان سے بڑھکر نخلِ طوبی ہو گیا

روح جب نکلی مری گھبرا کے وہ کہنے لگے
[illegible] ہو گیا

آبدیدہ ہو کے کہتے ہین وہ مجھکو میرے بعد
چاہنے والا جدائی مین وہ یکتا ہو گیا

چشمِ وحدت بین سے دیکھا جب سوے لیلی و قیس
ایک سا پیشِ نظر دونون کا نقشا ہو گیا

بعدِ مجنون خاک اوڑتی تھی مگر آپہونچے جو ہم
وہ جنون ہمکا دو چند آبادِ صحرا ہو گیا

جب چلا وہ فتنۂ محشر قیامت آگئی
جسطرف رکھا قدم اک حشر برپا ہو گیا

دیکھنا جسپر پڑا اوس ترک کا تیرِ نظر
تھام کر دل دونون ہاتھون سے وہ دوہرا ہو گیا

دست بستہ اب مضامین کیون نہ حاضر ہون بہر بر
کشورستانِ سخن مین دخل اپنا ہو گیا

ہوا ہی شوق مجکو اوسکے در پہ جبہہ سائی کا
کہ شاہی سے ہی اعلی مرتبہ جسکی گدائی کا

اوٹھایا عشق مین ہر چند غم ساری خدائی کا
مگر اب ہمسے اوٹھہ سکتا نہین صدمہ جدائی کا

ملک عرشِ برین پر دیکھکر حضرت کو کہتے تھے
یہ وہ بندہ ہی جو مختار ہی ساری خدائی کا

اوٹھا پردہ دوئی کا جب تو وہ یکتا نظر آیا
حجاب غیر مانع تھا مرے دل کی صفائی کا

علی کے نام پر مشکلکشائی ختم کی حق نے
کسے ایسا ہوا ہی حوصلہ مشکلکشائی کا

نہونگا مین کبھی محجوب اے دل کامیابی مین
غلام اوسکا ہون جو مختار ہی حاجت روائی کا

نبات اب پوچھیگا ہرگز کوئی قند مکرر کی
کہ پونہچا مصر تک شور اوسکے ہونٹونکی مٹھائی کا

جھلک دکھلا کے چھپ جانا پہ چھلاوہ سا نظر آنا
کہان سیکھا ہی او ظالم چلن یہ دلربائی کا

رقیبون سے تو باتین چاہ کی چھپ کر خوب کرتے ہو
برتتے ہو فقط اک مجھسے طرز ایچان روکھائی کا

ہنر برائے مدحت شاہ نجف مین مشق ہو ہر دم
اگر رکھتے ہو دل مین حوصلہ طبع آزمائی کا

مستانہ بے سبب نہین نغمہ ہزار کا
پیغام کچھ صبا نے دیا ہی بہار کا

کیون مرتبہ بلند نہو انکسار کا
جھکنا ہی فیض ہی شجر باردار کا

کیونکر تڑپ تڑپ کے شب ہجر کی سحر
کچھ پوچھیے نہ حال دل بیقرار کا

بعد فنا بھی گردش دوران مین ہم رہے
اوٹھتا رہا لحد سے بگولہ غبار کا

زاہد جو اہل دل ہی تو اتنا تو رکھ خیال
بیوجہ دل دکھے نہ کسی بادہ خوار کا

چلتا ہون دشتِ نجد مین گھبرا نہ اے جنون | ہی انتظار آمدِ فصلِ بہار کا
سیماب اضطراب مین ہمشکل کیون نہو | پیرو ہی خاص میرے دلِ بیقرار کا
کیون روکتے ہو ہمکو مسافر عدم کے ہین | کھلنا محال ہی کمرِ استوار کا
برسون تمھارا باغ مین دیکھا ہی راستہ | نرگس سے پوچھو حال مرے انتظار کا
عشاق تاکے جاتے ہین نخچیر کی طرح | چلتے ہین تیر شوق ہوا ہی شکار کا
گلزار کے گلونکو سمجھتا ہون داغِ غم | عاشق ہوا ہون کس رخِ رشکِ بہار کا
پژمردگی شگفتہ دلونکو ہوئی نصیب | بگڑا ہی رنگ کیا چمنِ روزگار کا

دل دیکے پھیرنے کا ارادہ جو ہی ہزار
یہ امر آپ سمجھے ہین کیا اختیار کا

مہربان مجھپہ ہوا ہی مہِ انور میرا | آج تقدیر سے چمکا ہی مقدر میرا
ذبح کیوقت بھی خندان دہنِ زخم رہے | کھلگیا آپ کی تلوار پہ جوہر میرا
واہ ری حسن کی تاثیر پری بنکے پھرا | لیگیا تھا جو خطِ شوق کبوتر میرا
گالیان آپنے دین ہمکو بھری محفل مین | ہی فساد آپ کا بتلائیے یا شر میرا

غیر کو بوسے عنایت ہون یہ قسمت اوسکی
گالیان ملتی ہین مجکو یہ مقدر میرا

مین وہ بلبل ہون کہ صیاد کا دل دکھتا ہی
ٹوٹ جاتا ہی قفس مین جو کوئی پر میرا

بوسہ دینے کو جو بڑہکر وہ رکے شرم سے آہ
رہگیا کیسا تڑپ کر دل مضطر میرا

ہی کہین اور تلاش دل گشتہ عبث
کوچۂ زلف مین رہتا ہی وہ خودسر میرا

اوسکو ہاتھ آئینہ آیا دل روشن مجکو
بڑہگیا بخت سکندر سے مقدر میرا

آنکھ ہی اشک کی جا خون جگر سے مملو
مے گلرنگ سے لبریز ہی ساغر میرا

کو بکو کسلیے مین ٹھوکرین کھاتا پھرتا
ہای قابو مین جو ہوتا دل مضطر میرا

درد آمیز ہی کیا نالۂ مرغان قفس
سنکے بھر آتا ہی صیاد دل اکثر میرا

دیکھ لیتا نہ خط شوق کا مضمون کوئی
لیگیا نامہ کلیجے مین کبوتر میرا

جسطرف جاتی ہی پھینک دیا کرتی ہی
گل بازی ہی صبا کو تن لاغر میرا

ہی تمنا یہ کہ تا دور مہ و مہر ہر
سایہ گستر رہے سر پہ مرے اختر میرا

دیکھو شب فرقت مین دل اپنا نہین ہوتا
یہ ہی کوئی آفت مین کسیکا نہین ہوتا

زندہ جو کسیکا دل مردہ ہو تو جانین
باتونسے فقط کوئی مسیحا نہین ہوتا

فرہاد کی اور قیس کی تخصیص نہین ہی
وہ کون ہی جو عشق مین رسوا نہین ہوتا

بس دیکھہ چکے گرمی بازار حسینان
دل بیچنے والونکا تو سودا نہین ہوتا

ہمنے تمھین چاہا تو خطا کیا ہی ہماری
کون اپنے دلارام کا شیدا نہین ہوتا

ہنستا ہون تو دشنام ہی روتا ہون تو جھڑکی
برہم وہ شب وصل مین کیا کیا نہین ہوتا

کرتا نہین کچھہ شربت دیدار بھی تاثیر
بیمار محبت کبھی اچھا نہین ہوتا

اک لحظہ مین وہ آنکھہ وہ چتون ہی نہین ہی
بیمہر و مروت کوئی ایسا نہین ہوتا

اک دل ہی ہمارا کہ تم ایسونکا ہی بندہ
اک دل ہی تمھارا کہ کسیکا نہین ہوتا

یکسان ہی شب و روز خلش خار الم کی
دم بھر کو بھی کم درد جگر کا نہین ہوتا

مرتا ہون ہنر پر اور نہین کچھہ اُنھین پروا
سچ کہتے ہین سب کوئی کسیکا نہین ہوتا

سمجھتے تھے ہمسے وفا کیجیے گا
یہ کیا جانتے تھے دغا کیجیے گا

رولا کر کسے پھر ہنسا کیجیے گا
جو ہم زہر کھالین تو کیا کیجیے گا

جو خود نقشِ پا کی طرح مٹ چکا ہو
اوسے آپ برباد کیا کیجیے گا

سرِ شام کاکل پریشان کیون ہی
بلا مین کسے مبتلا کیجیے گا

یہ غیظ و غضب سب ہی بیکار صاحب
جو لے لینگے بوسہ تو کیا کیجیے گا

گئی یاس و حسرت مین گر جان میری
تو پھر کس سے ناز و ادا کیجیے گا

ہی جب تک مری خاک اوڑا لیجیے بس
پھر آئندہ برباد کیا کیجیے گا

اک ابرو کی جنبش مین بس فیصلہ ہی
بھلا کھینچ کر تیغ کیا کیجیے گا

پسند آپ کو رنگ ہی میرے خون کا
اوسے کیا شریکِ حنا کیجیے گا

وہ شوخی سکھائیگی یہ خوشخرامی
کہ آنکھون مین ہر دم پھرا کیجیے گا

نظر پڑ رہی ہی جو زندان کیجانب
کسے قید کس کو رہا کیجیے گا

وہ ہوگا چلن آپ کا رفتہ رفتہ
کہ ٹھوکر مین محشر بپا کیجیے گا

ہنر اب اسیری سے گھبرا گئے ہین
اونھین آپ کس دن رہا کیجیے گا

جنون گیسوے خمدار اب بھی ہی جو آگے تھا
وہی سودا وہی آزار اب بھی ہی جو آگے تھا

تمہارے عشق کا آزار اب بھی ہے جو آگے تھا
زباں پر نام سو سو بار اب بھی ہے جو آگے تھا

کریں کیا خاک فکرِ آشیاں ہم جا کے گلشن میں
وہ گلچیں درپئے آزار اب بھی ہے جو آگے تھا

بھلا کیونکر کہیں ہمسے مکدر دل نہیں انکا
بیانِ رنجشِ بیکار اب بھی ہے جو آگے تھا

پسِ مردن بھی آنکھیں جانبِ محرابِ کعبہ ہیں
خیالِ ابروِ خمدار اب بھی ہے جو آگے تھا

مقامِ شکر ہے ہم زیرِ قصرِ یار ہیں ساکن
وہی بسترِ پسِ دیوار اب بھی ہے جو آگے تھا

محبت سے اگر انکار اب ان کو ہے تو ہونے دو
وفاداری کا یاں اقرار اب بھی ہے جو آگے تھا

رسائی ہو درِ جاناں تک اپنی کسطرح ایدل
وہ ظالم پاسباں ہشیار اب بھی ہے جو آگے تھا

سوالِ وصل سے برہم ہے گو وہ شوخ برسوں سے
مگر اپنا وہی اصرار اب بھی ہے جو آگے تھا

الگ بیٹھے ہوئے ہنس ہنس کے کہتے ہیں اشاروں سے
حصولِ مدعا دشوار اب بھی ہے جو آگے تھا

ہنر پر اکثر وہ مجھسے پوچھتے ہیں لیکے دل میرا
ترے پہلو میں وہ غمخوار اب بھی ہے جو آگے تھا

فدا دل تمہارا جو اوس پر ہوا
کہو شیخ صاحب یہ کیونکر ہوا

دلِ شیخ مائل صنم پر ہوا
مناسب ہوا یہ تو بہتر ہوا

نہ باقی رہا ضبط رونے لگے — تری بزم مین دل جو مضطر ہوا
سماجت بہت پاس حسرت نے کی — موافق نہ ہم سے مقدر ہوا
گلے پر چھری پھر گئی صبحِ وصل — جہان شورِ اللہ اکبر ہوا
بجھائی مری آبِ آہن سے پیاس — دمِ مرگ احسانِ خنجر ہوا
ہزارون گلون کے ورق اوڑ گئے — چمن کا پریشان جو دفتر ہوا
کہین قبر کو خاک آرام گاہ — کہ ہمسکن نہ تکیہ نہ بستر ہوا
ہوئی صبحِ امید گردش مین شام — تجھے ڈھونڈھتے مجکو دن بھر ہوا
شب و روز ہی غیرتِ مہر و ماہ — طلب مین تری مجکو چکر ہوا
پریرو کو لکھا بھی نامہ اگر — تو عنقا جہان مین کبوتر ہوا
تمنا رہی کچھ مزا ہی ندی — گنہگار حاضر تو اکثر ہوا
ہوا لذتِ عشق کے برخلاف — کبھی دردِ دل کم جو دم بھر ہوا

یہ بس رشکِ لیلیٰ کے غم مین ہر بن
مین تصویرِ مجنون سراسر ہوا

باغ مین بے یار کے جانیسے ہمدم دیکھنا — دل دکھائیگا گل وبلبل کا باہم دیکھنا
خندہ زن ہی نالۂ بلبل پہ ہر دم دیکھنا — دیکھنا گلچین چمن مین گل کا عالم دیکھنا
کام ہر دم ہی حکایات ملال آمیز سے — شغل اپنا ہو گیا ہی دفتر غم دیکھنا
اختلاج قلب کا ہی دیکھنا اوس سے حال — تو جو اے قاصد مزاج یار برہم دیکھنا
کہتے تھے طفلی مین اونکو دیکھکر اہل نظر — نوجوان ہونے تو دو پھر انکا عالم دیکھنا
زخم پر رکھتے ہی فوارہ چھٹا ہی خون کا — کار نشتر کر گیا تاثیر مرہم دیکھنا
طالب دیدار ہین مشتاق روز حشر کے — ہی تمہارے حسن کا جلوہ مقدم دیکھنا
آج اے صیاد میری بیقراری کو نہ دیکھ — فصل گل آئے تو بیتابی کا عالم دیکھنا
کیا غضب ہی ساتھ لیجاتے ہین مجکو جب کہین — کہتے ہین محفل مین تم میری طرف کم دیکھنا
تو بھی ترتا پھرے یہ آسمان شکل حباب — کیا غضب کرتی ہی اکدن چشم پرنم دیکھنا

ہی دعا اختر نگر مین ہو مبارک اے ہنر ور
خلق کو شان جلوس جان عالم دیکھنا

ایک عالم غرق طوفان ہو گیا — کیا تجھے اے چشم گریان ہو گیا

لب تک آیا حرفِ شوقِ وصلِ یار
آشکارا رازِ پنہان ہوگیا

دی چمن مین کیا کسی بلبل نے جان
چاک کیون گُل کا گریبان ہوگیا

کیا خطا کی سینے مین بھی تو سنون
کسلیے تو دشمنِ جان ہوگیا

رہگذر مین تیری خون اتنے ہوئے
جابجا گنجِ شہیدان ہوگیا

کشورِ دل ہوگیا ہُوکا مقام
خاک اوڑتی ہی بیابان ہوگیا

ہی جرس نالان ہمیشہ کس لیے
قافلہ کسکا پریشان ہوگیا

چاہنے والونکا تیرے قافلہ
داخلِ ملکِ خموشان ہوگیا

میرے ویرانے مین آیا جب وہ گُل
ہر طرف کو سون گلستان ہوگیا

فصلِ گل آتے ہی بے تکلیفِ دست
پرزے پرزے خود گریبان ہوگیا

دستِ وحشت نے وہ کی پُرزہ دری
چاک دامن تک گریبان ہوگیا

اُسکے دلوانے مین جب وہ ہنس پڑے
زخم دل کا میرے خندان ہوگیا

وہ جو بیٹھے آکے پہلو مین ہزبر
دردِ دل کا میرے درمان ہوگیا

خفا تو کسلیے ای رشکِ حور ہمسے ہوا
ہماری کیا ہے خطا کیا قصور ہمسے ہوا

وہ ہمنے پی ہے شرابِ محبت ایساقی
کہ جوشِ عشق کا جس سے ظہور ہمسے ہوا

گلے سے ہنسکے لپٹ جاؤ خدا کیلیے
معاف کیجیے جو کچھ حضور ہمسے ہوا

یہ کیا مجال کہ جھٹلائین آپ سچے ہین
خفا نہو جیے اچھا قصور ہمسے ہوا

تمھین بتاؤ کہ تمنے اگر نہین توڑا
تو کیا یہ شیشۂ دل چور چور ہمسے ہوا

ہمیشہ سیکڑون باتین تمھین نے لین شہر کی
تمھین بتاؤ کبھی کچھ فتور ہمسے ہوا

تمھارے کہنے سے اب ہم نجائین یار کے گھر
یہ امرِ حضرتِ ناصح ضرور ہمسے ہوا

لیا ہے سوتے مین بوسہ خطا ہوئی ہمسے
گناہگار ہین بیشک قصور ہمسے ہوا

قضا نے جان چھوڑائی غمِ جدائی سے
الٰہی شکر کہ یہ روگ دور ہمسے ہوا

گناہگار اگر ہین تو تجھکو کیا زاہد
ہوا تو جرمِ خدا ہے غفور ہمسے ہوا

رہا خیال ہمین ہجرِ یار کا جو عمر بھر
تو وصل مین بھی یہ صدمہ نہ دور ہمسے ہوا

اوس بیوفا سے دل جو لگایا تو کیا ہوا
آیا نہ وہ جو زہر بھی کھایا تو کیا ہوا

مردہ مریضِ عشق کا زندہ نہو سکا — شانہ مسیح نے بھی ہلایا تو کیا ہوا

زیب آونقشِ پاسے تو تربت کو میری دی — پھولونکو قبر پہ نہ چڑھایا تو کیا ہوا

اپنی یہی خوشی ہی کہ تم شادمان رہو — عاشق سمجھکے ہمکو رولایا تو کیا ہوا

میرے لہو کیطرح نہ دیگا وفا کی بو — عطرِ حنا جو تمنے لگایا تو کیا ہوا

آخر مرے لہو سے کیے تمنے ہاتھ سُرخ — برسون حنا نے رنگ جمایا تو کیا ہوا

یہ کونسی خطا ہی جو اتنا ہوے خفا — بیتاب تھا جو عشق جتایا تو کیا ہوا

خود بھی تو سوزِ غم سے جلی شمع رات بھر — پروانونکو جو اوسنے جلایا تو کیا ہوا

کیا ملگیا جو آپنے بسمل کیا مجھے — اِک بیگنہ کا خون بہایا تو کیا ہوا

آزردہ اتنا عاشقِ بیتاب سے نہو — کچھ حالِ دردِ دل جو سنایا تو کیا ہوا

کچھ روزِ وصل و ہجر کی باتین کرو ہنر
آیا تو کیا ہوا جو نہ آیا تو کیا ہوا

محال ہی ہجر کی شب ایک پل ہی نیند آنا — غضب ہی نرگسی آنکھونسے آنکھ لڑجانا

اگر رہا نہیں کرتا تو ذبح کر صیاد — کہ ایسے جینے سے بہتر ہی ابتو مرجانا

خدا سے ڈر نکر اتنا بھی ظلم اے صیاد
کہ ہم اسیر ونکا اچھا نہین ہی پھڑکانا

ہین کلیم سے یہ لن ترانیان صاحب
نکل ہی جائیگا دم مجھسے یہ نفرمانا

ادھر تو دیکھو سنو تو ابھی حیا نکرو
جب آ ؤگے مری آغوش مین تو شرمانا

خدا ہی جانے پری ہو کہ حور ہو کہ بشر
دیا تو دل تمھین لیکن تمھین نہ پہچانا

نہ گھورنا مجھے لیلونگا بوسہ آنکھون کا
لپٹ ہی جاؤنگا مجھپر نہ تیغ چمکانا

تمھارا دل جو کسی پر نہ آئے کیا معنی
یہ خالی جائیگا ناحق کسیکو ترپانا

خزان قریب ہی فصل بہار آخر ہی
چمن مین پھولے لگے تم ای گلو نہ اترانا

رحیم تم ہو تمھارا گناہگار ہون مین
ملائکہ سے نہ تعذیر مجھکو دلوانا

نہر بر سچ تو یہ ہی سامنا ہی آفت کا
کسی پہ دل کا بھی آنا ہی جان کا جانا

ترے مکان کا پتا کوئی مجکو کیا دیگا
ترا ہی نقش قدم رستہ بتا دیگا

نقاب رخ سے جو وہ ماہرو اوٹھا دیگا
یقین ہی جلوۂ خورشید کو مٹا دیگا

کریگا خواب عدم سے وہ فتنہ خود بیدار
سلا گیا ہی جو ہمکو وہی جگا دیگا

صدا سنینگے جو مشتاق لن ترانی کی
سوا خموشی کے کوئی جواب کیا دیگا

یہ چپ نہو گا گھڑی بھر مین ہو گا وہ خاموش
جرس مرے دلِ نالان کا ساتھ کیا دیگا

دہانِ قبر سے کہتے ہین ساکنانِ عدم
کہ سبکو خاک مین اکدن فلک ملا دیگا

غضب تو دیکھو وہ کہتے ہین سنکے غیر کا ذکر
یہ چپ کی داد ہمارے ہمین خدا دیگا

وہ مجھسے کہتے ہین قیدِ جنون مین حسرت سے
کہ تیرا نالۂ زنجیر دل ہلا دیگا

کسے خبر تھی کہ لیلےٰ کے ساتھ مکتب مین
پڑھا لکھا ہے جو مجنون نے سب بھلا دیگا

خدا سے پائیگا اسکا عوض تو ہاتھون ہاتھ
جو ساقیا مرے چلو سے خم لگا دیگا

مجھے یہ خوف ہی رہتا ہے دورِ ساغر مین
مخلِ بزم ہون ساقی مجھے اوٹھا دیگا

غمِ فراق جو ہر دم بدن جھنکتا ہے
یہ رفتہ رفتہ مجھے خاک مین ملا دیگا

خدائی بھر قیامت بپا کے لرزیگی
نقاب چہرے سے جس روز وہ اوٹھا دیگا

تنگ کے ہو یہ غنچون سے بلبلون نے کہا
کہ غم رسیدو نکا نالہ جگر ہلا دیگا

ہنر بر دلمین بٹھالو عروسِ الفت کو
نباہ کرنیکا سامان تمھین خدا دیگا

ہجر مین وصل کا سامان جو مجھے یاد آیا
نالے کرتا ہوا دل تا لبِ فریاد آیا

بوسۂ لب کے جو لینے کا مزہ یاد آیا
آہ کے ساتھ لبون پر دلِ ناشاد آیا

دیکھا نازان جو کسیکو ترے وعدے پہ کہین
ہنسنے کھایا تھا جو دھوکا وہ مجھے یاد آیا

چہچہے بھی نکیے تھے ابھی بلبل نے کہ آہ
دوش پر دام سنبھالے ہوے صیاد آیا

پھر بہار آئی اسیرانِ قفس سے کہدو
ضبط کی فصل گئی موسمِ فریاد آیا

حیف ہے بلبلِ ناشاد کی بربادی پر
نکہتِ گل بھی نہ سونگھی تھی کہ صیاد آیا

رخصت اے تربتِ مجنون کہ چلے سجدے سے ہم
کوچۂ اوس غیرتِ لیلی کا ہمین یاد آیا

آرزو نے تری تصویر کی کھینچا جو مجھے
دیکھنے آینۂ عالمِ ایجاد آیا

راہِ وحدت ہمین کثرت کی کشاکش مین ملی
ان بتون نے یہ ستایا کہ خدا یاد آیا

جذبِ دل مین بھی اثر مُہرِ سلیمان کا ہوا
دامِ تسخیر مین اپنے وہ پریزاد آیا

تیرے دیوانے نے نہلا دیا خون مین اوسے
کھولنے فصد جو اوسکی کہین فصاد آیا

خود بنا صورتِ تصویر وہ حیرانی سے
کھینچنے یار کی تصویر جو بہزاد آیا

یار محفل سے نکلوا کے بُلانا کیسا
مین نہ مانونگا کوئی اور ستم یاد آیا

آہ کی دل نے بھر اشک بھرے آنکھون مین
شامِ غربت کو جو دیکھا تو وطن یاد آیا

ناحق یہ ترا غیظ مین آنا نہین اچھا ۔ ای یار غریبونکا ستانا نہین اچھا
مُنہ اپنی گیسو کا لگانا نہین اچھا ۔ موذی کو بہت سر پہ چڑھانا نہین اچھا
کشتون کے تمھارے ہین نشان رہنے دو انکو ۔ قبرونکو شہیدونکی مٹانا نہین اچھا
برسونکی محبت ہی نکر ترکِ ملاقات ۔ آپس مین سخن رنج کے لانا نہین اچھا
پردیکو اولٹ دینگے تمھین دیکھہ ہی لینگے ۔ مشتاقون سے مکھڑے کو چھپانا نہین اچھا
سوزِ غمِ ہجران سے کہین خاک نہو جای ۔ اتنا دلِ عاشق کو جلانا نہین اچھا
دل توڑ دیا سنکے مرے غم کی کہانی ۔ منہ پھیر کے بولے یہ فسانا نہین اچھا
ڈر سودے ہو جانیکا ہی جان کی ہی جوکھم ۔ محفل مین پری زادونکی جانا نہین اچھا
تقیید دلونکی تمھین لازم ہی تسلی ۔ جلتے ہین جو خود انکا جلانا نہین اچھا
نرگس کی نظر نرگسی آنکھونکو نہو جای ۔ جادو کی طرف سیر کو جانا نہین اچھا
بس روک لو شمشیر کو مرّیخ نہو جاو ۔ خونِ شہدا مین تو نہانا نہین اچھا

جو تیرِ نظر سے جگر اور دلکو اوڑا دے
ایسے کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا

اِک ایک سے آنکھین لڑایا کرو صاحب
ہراک کی نگاہو نمین سمانا نہین اچھا

زلفون سے محبت نہ ہو ہر اب کبھی کرنا
دل دیدہ و دانستہ پھنسانا نہین اچھا

فصلِ گل آتے ہی جوشِ آہ و شیون ہو گیا
چاک پھر میرا گریبان تا بدامن ہو گیا

سینۂ عشق خال کے داغون سے گلخن ہو گیا
کیا مبارک تھا یہ دانہ جس سے خرمن ہو گیا

چھوٹا او دستِ جنون کیون طوقِ گردن ہو گیا
کیا گریبان بھی مرا اوس گل کا دامن ہو گیا

حلۂ جنت کفن میرا ہوا ای جرم پوش
روضۂ رضوان تری رحمت سے مدفن ہو گیا

پاکدامن بھی چراغِ نور افسے کہنے لگے
اسقدر چہرہ ترے کشتے کا روشن ہو گیا

لے اوڑا تختِ سلیمان کیطرح اِک آن مین
کیا چھلاوا اوس پری پیکر کا توسن ہو گیا

آتشِ ہجران سے خاکستر ہوے گلہای داغ
سینۂ سوزان مرا تصویرِ گلخن ہو گیا

ضعفِ غم مین اسقدر بھاری ہوئی مجھپر بہار
پھول جو مینے اوٹھایا سیکڑون من ہو گیا

اوس پری رو پر کیا جسدم گریبان گل نے چاک
حسن اوسپر پھٹ پڑا دہ چند جوبن ہو گیا

چھوڑ کر پردہ وہ بیٹھے تو نگاہ شوق نے
گیسن ڈاڑین اسقدر اوسمین کہ چلمن ہو گیا

سامنے میرے تری تصویر جب کھنچنے لگی
دل گداز ایسا ہوا میرا کہ روغن ہو گیا

آمد آمد شان ستاری کی تیری جب ہوئی
شامیانہ گور پر رحمت کا دامن ہو گیا

کچھ عجب نیرنگ دکھلائے دورنگی نے تری
ہو گیا گلزار صحرا انجمن گلشن ہو گیا

ہو گئی لیلی کو بھی مجنون کے مرنے کی خبر
ماتمی صف بچھ گئی سامان شیون ہو گیا

اوسنے گلدستے جو رکھے میری تربت پر ہر بر
خار غیرون کو ہوا گلزار مدفن ہو گیا

تجکو جب مرغوب رنگ آبی دلبر آبی ہو گیا
لہلہاتا تھا جو چرخ اخضر آبی ہو گیا

آشیان سدرہ پہ کھتا تھا مرغ نگاہ
چشم گریان مین مگر رہکر آبی ہو گیا

پہنی ہین جب تمنے آبی آبی چوڑیان
رنگ ان رنگون مین سب سے بہتر آبی ہو گیا

اسمین ماتم ہے کسی لیلی شمائل کا ضرور
خیمۂ گردون وگرنہ کیونکر آبی ہو گیا

پڑ گیا اکدن مسی آلود دندانکا جو عکس
اونکی بیسر مین جو تھا وہ گوہر آبی ہو گیا

اک ہمین کو میکشی کا ذوق ہے کیا محتسب
دیکھ آنکھین کھولکر زاہد شرابی ہو گیا

ہے ترے عاشق کے غم مین سیاہ رہی دنیا سوا کو
دلمین چٹکی لیکے کھلوا دی جو اونسے میری مفید
ہستی ملکر دھوئی ساحل پر جو انگلی یار نے
تیغ تھی بشیشہ وشنگ زہر آلودہ تری
سینے مین سوزان جو تھا وہ اشک گریہ ہو گیا

پیرہن خلق خدا مین گھر گھر آبی ہو گیا
خون نیلا ہو کے نکلا نشتر آبی ہو گیا
دامن دریا او سیدم یکسر آبی ہو گیا
نیلگون ہو کر مرا زخم سر آبی ہو گیا
آتشی تھا دل ہمارا کیونکر آبی ہو گیا

حُب شاہِ تشنہ لب کا کب کھلا رنگ ہے خبر
گر سیہ جامہ نہ آنسو بہکر آبی ہو گیا

بزم مین سرخوش جو وہ پیکر گلابی ہو گیا
تمسے کہدین کیون گل احمر گلابی ہو گیا
کسقدر خوشرنگ ہے ساقی مئے رنگین عشق
سرخ دامن جو میرے اشک سے پونچھے یار نے
جسمین لکھا حال تیرے عارض گلرنگ کا
جس سے شیدائے رخ گلرنگ کو زخمی کیا

صاف رنگ چہرۂ انور گلابی ہو گیا
لعل لب کے سامنے آکر گلابی ہو گیا
شیشے گلگون ہو گئے ساغر گلابی ہو گیا
ہے غضب وہ جامۂ احمر گلابی ہو گیا
واہ ری تاثیر وہ دفتر گلابی ہو گیا
یار کی اوس تیغ کا جوہر گلابی ہو گیا

آئینہ خانہ مین آیا وہ گلابی پوش جب
یک بیک چاروں طرف وہ گھر گلابی ہو گیا

دیدۂ مخمور کی رنگت یہ آنکھوں مین کھبی
روئے جب ہم رنگ یہ چشمِ تر گلابی ہو گیا

اوسکو خط لکھنے مین ٹپکے ہین اشکِ خون اسقدر
لکھتے لکھتے کاغذِ پر زر گلابی ہو گیا

کون گلگون پیرہن تھا شبکو پہلو مین ہمارے
صبح کو دیکھا تو سب بستر گلابی ہو گیا

دم ہی گھٹ گھٹ کے تپ غم سے نکلتے دیکھا
تیرے بیمار کو گر کر نہ سنبھلتے دیکھا

سوزِ الفت سے جو پروانیکو جلتے دیکھا
رات بھر شمع کو جل جلکے پگھلتے دیکھا

ناتوانانِ محبت جو اوٹھے گر ہی پڑے
لڑکھڑا کر نہ کبھی اون کو سنبھلتے دیکھا

جان لی جا ہی نے والیکی یہانتک ضد کی
کیا مچلتے ہو تمھین آج مچلتے دیکھا

راہ لی ملکِ عدم کی نرہا ہستی مین
جسکو ہمنے تری محفل سے نکلتے دیکھا

قابلِ دید تھی حسرت دمِ مردن اپنی
تمنے بیمار کا دم بھی نہ نکلتے دیکھا

روئے بھی آہین بھی کھینچا کیے فریاد بھی کی
پر ترا دل کسیصورت نہ پگھلتے دیکھا

بیدِ مجنون سے بھی بدتر ہی مرا نخلِ مراد
اسکو ہمنے نہ کبھی پھولتے پھلتے دیکھا

پھر نہ آنکھوں میں سمایا گلِ شاداب کوئی
جب ترا رنگ جوانی میں نکلتے دیکھا

جانِ جاں ہمتو ترا نازِ تلوّن سمجھے
رنگ جسوقت زمانیکو بدلتے دیکھا

غم ہوا ہر گلِ شاداب کے مرجھانے کا
دم جوانی میں کسیکا جو نکلتے دیکھا

غش میں آنا تو ہوا ہمکو مبارک ایسا
ہوش میں آئے تو دیکھا تمھیں جھلتے دیکھا

کی جو بیمارِ محبت کی تشفی اوسنے
ای ہنر برآئی ہوئی موتکو ٹلتے دیکھا

وہ گل ہوں رنجِ چمن چھوٹکر چمن سے ہوا
وطن کا داغ نکلکر مجھے وطن سے ہوا

گلِ مرادِ دلِ عاشقِ پر ارمان ہوں
وہ پھول ہوں کہ نہ واقف کبھی چمن سے ہوا

لباسِ گل کی اوڑیں دھجیاں گلستان میں
مقابلہ جو شہیدِ وفا کے پیرہن سے ہوا

چمن میں غنچے نہ واقف تھے مسکرانیسے
نصیبِ حسنِ تبسم ترے دہن سے ہوا

اوبھرتے ہی کبھی دیکھا نہ یوسفِ دلکو
یہ گر کے پھر نہ برآمد چہِ ذقن سے ہوا

کیا ہی پرزے جو دستِ جنوں نے صحرا میں
عناد کیوں یہ اسے میرے پیرہن سے ہوا

نتھی خدا کی خدائی میں رسمِ خونریزی
رواجِ قتل فقط تیرے بانکپن سے ہوا

تمام عمر نہ چھوٹا دل اوسکے گیسو سے
کبھی فراغ نہ اس چاند کو گہن سے ہوا

چھڑوایا نزع کے عالم نے دردِ ہجران سے
الٰہی شکر کہ فارغ غم و محن سے ہوا

رہا نہ مجھمین دم آوازِ لن ترانی سے
کلیجہ خون مرا تیرے اس سخن سے ہوا

رہا نہ ہوش سراپا کا جوشِ وحشت مین
خبر بھی ہین نہ کبھی اپنے تن بدن سے ہوا

کسینے بھی تو نہ توڑا بتونکو کعبہ مین
فروغِ دین مرے مولاے بت شکن سے ہوا

جہان مین دھوم ہوئی ہر طرف قیامت کی
خدائی مین وہ تلاطم ترے چلن سے ہوا

قفس بسانے جو صیاد لے چلا مجھکو
گلون سے ملکے مین رخصت جب چمن سے ہوا

بڑا محاسبہ دینا تھا ای ہنر ہر سے مجھے
حساب پاک مرا عشقِ پنجتن سے ہوا

گلِ امید سے بھرنیکو تھا دامن میرا
مجھ سے چھوٹا ہی عجب وقت مین گلشن میرا

ہر ستم دوست بھی کرتا ہی مرے حال پہ رحم
او جفا جو کوئی سمجھا نہین دشمن میرا

عکس سے اپنے یہ آئینے مین وہ کہتے ہین
مل گیا تمکو کہان یہ تو ہی جوبن میرا

آئنہ دیکھکے کہتے ہین جلانیکو مرے
لُٹتا اک جلبی روز ہی جوبن میرا

اونکو ہر چند ہی انکار محبت سے مگر
اشک بھر لاتے ہین سنتے ہین جو شیون میرا

تیغ قاتل نہ لگائے تو مری کیا تقصیر
کیون گلا گھوٹ رہی ہی رگ گردن میرا

آشیان لوٹ چکے صیاد جنین گے تنکے
باغبان دیکھکے روئینگے نشیمن میرا

جوش گریہ کا ہی پوچھون کہ نہ پونچھون آنسو
تو نے ای دست جنون کیا کیا دامن میرا

یاد دلواتا ہی اوس گل کے دہن کی ہستی
خون کرتا ہی جگر غنچۂ سوسن میرا

مجھہ سیہ کار کی بے شمع جو تربت ہو تو ہو
ای خدا منہ ہو ترے سامنے روشن میرا

مستعد ساری خدائی ہی زیارت کیلیے
کون کرتا ہی یہ آراستہ مدفن میرا

کہہ نہین سکتا ہون کیا جانیہ بجاتی ہی
دم جو اولجھاتی ہی تنہائی مین اولجھن میرا

ای زہی بخت مرے جامے کے اللہ اللہ
آپکا ہاتھہ ہو اور گوشۂ دامن میرا

چونک اوٹھونگا مین ابھی خواب عدم سے صنما
نام لیکر تو پکارو سر مدفن میرا

کہتے ہین مر کے بھی یہ شخص یہان سے نہ گیا
دیکھتے ہین پس دیوار جو مدفن میرا

نالے کرتا ہون تو صیاد تڑپ جاتے ہین
باغبان روتے ہین سنتے ہین جو شیون میرا

دیکھہ لوگے جو کبھی گھاؤ جگر کا میرے
خود کہوگے کہ بھرو ٹوم کے دامن میرا

جامہ اوس دریہ فقیری کا جو پہنا ہی ہر بر
بادشہ ڈھونڈھتے ہین گوشۂ دامن میرا

دل بھی خون ہوکے بہا دمین جو پیکان آیا
صاحب خانہ کا دم لینے کو مہمان آیا

یاد مجکو رخ زیبا ترا ایجان آیا
جب کبھی تذکرۂ یوسف کنعان آیا

دھوم محبوب الٰہی کی خدائی مین ہوئی
وحی بھیجی انھین اللہ نے قرآن آیا

کہتے ہو میت عاشق کو اوٹھاؤ جلدی
نہ زمین دی نہ ابھی دفن کا سامان آیا

دیکھنا دست جنونکی تو ذرا چالاکی
اوبجھا دامن سے نہ جب ہاتھ گریبان آیا

لاکھہ جا بخشش ہوا تیرے گلستانکی چلی
کوئی جھونکا نہ سوئے گور غریبان آیا

اپنے مجروحونکا بیرحم کیا خوب علاج
پہلے زنگار سے لبریز نمکدان آیا

دلکو وحشت ہوئی یاد آگیا مجنونکا جنون
اوڑ گئے ہوش جہان ذکر بیابان آیا

حورین فردوس سے سننے کو چلی آتی ہین
کون پڑھنے کو مری قبر پہ قرآن آیا

تیری رحمت کہ چڑھانیکو مری تربت پر
پھول دامن مین بھرے خلد سے رضوان آیا

تیرے دیدار کی حسرت مین بہائے دریا
جوش پر جبکہ مرا دیدۂ گریان آیا

عمر بھر آرزوِ نامہ و پیغام رہی
خط ہی آیا نہ کبھی قاصدِ جانان آیا

قدرتی پیرہنِ گل کی جو تھی قطع و برید
کچھ سمجھ مین مری دامن نہ گریبان آیا

منزلِ جوشِ جنون کی جو مسافت طی کی
غل مچانے لگی زنجیر کہ زندان آیا

صبح ہونیکو ہی پروانون کو اب تو نہ جلا
وقتِ رخصت ترا ای شمعِ شبستان آیا

کسلیے شور قیامت مین مچا رکھا ہی
فتنہ خیزی کو کہان یہ دلِ نالان آیا

ای ہنر بر آنکھ ذرا کھولکے دیکھو تو سہی
لو مبارک ہو تمھین قاصدِ جانان آیا

ردیف با

یہ کہدو کب آوُگے ہنر براو نسے کہا جب
ہنسکر کہا آجائینگے لائیگا خدا جب

دل تھام لیا ضبط کا یارا نرہا جب
اک درد اوٹھا دلمین تو پہلو سے اوٹھا جب

تم زہر بھی دوگے تو نہ نکلیگا کبھی دم
مر جائینگے ہم آئیگی کمبخت قضا جب

کیا رحم ہی کیا جوش پہ آجاتی ہی رحمت
تم اپنے گنہگارونکو دیتے ہو سزا جب

لیلی کو بھی اوس وقت مین مجنونکی ہوئی قدر
دن موت کے آئے کسی قابل نرہا جب

صیاد ابھی ہم تو پھڑکتے ہین قفس مین
نغمونکا ابھی لطف ہی ہم ہونگے رہا جب

جان بھی ہے مرقالب سے ہوئی ساتھ ہی رخصت
جانیکو وہ دلبر مرے پہلو سے اوٹھا جب

جان اپنی مین کیونکر ترے تیرونسے بچاتا
ٹالے سے کہین ٹلتی ہے آتی ہے قضا جب

اوسوقت مین صیاد نے کی میری رہائی
ای دل نہ رہا سیر گلستان کا مزا جب

کہتا ہے یہ آواز گرہا دیتی ہے دل کو
سنتا ہے وہ ظالم مری پر درد صدا جب

کچھ یاد بھی ہے آہ مین ہم کرتے تھے شانہ
چھٹتی نہ لٹکتی تھی تری زلف رسا جب

اوسوقت قفس سے مجھے صیاد نے چھوڑا
مرنے سے بھی بدتر مرا احوال ہوا جب

بیتابی کے عالم مین تمھین دیکھنے آیا
فرقت مین تمھاری مجھے چین پڑا جب

بیکار ہنر ہر اوس سے ہے بیتابی کا اظہار
منھ پھیر لیا درد جگر سے ہمنے کہا جب

میری حسرت پر نظر کی اوسنے جب پیکر شراب
قسمین دیدے کر پلائی جام مین بھر بھر شراب
فصل گل ہے چل رہی ہے آج کل گھر گھر شراب

ساقیا پلوا دے تو ہمکو بھی دل بھر کر شراب
اپنے ہاتھوں سے مجھے بھر بھر کے جو دیتے ہین جام
نکلی آتی ہے خوشی سے شیشے کے باہر شراب
موسم گل جوش پر ہے نغمہ زن ہے عندلیب
مست تیرے وجد مین ہین باغ مین پی کر شراب
ساقیا تلچھٹ ہی دے مجکو پے دفع خمار
گرچہ شیشے مین ابھی ہے ایک دو ساغر شراب
ایک ہی ہین بادہ کش میخانۂ دوران مین ہم
دو گھڑی مین خم کے خم خالی کیے پی کر شراب
ہو ترے دست مبارک سے مگر یہ شرط ہے
ساقیا میرے لیے کافی ہے چلو بھر شراب
بیخودی مین کہتے ہو کیون ہمسے الفت ہے ہمین
دیکھو دل کا حال تم کہنے لگے پی کر شراب

اوس پر پری و نے جو اپنے ہاتھہ سے ساغر بھرا
نکلی شیشے سے لگا کر قہقہہ باہر شراب

زندگی کا لطف اوسیکو ہی کہ ہی حاصل جسے
ابر و گلشن یار و ساقی شیشۂ و ساغر شراب

نشہ مین ہی بسکہ یاد اوس غیرتِ بلقیس کی
پھر رہی ہی میری آنکھون مین پری بنکر شراب

دورِ ساغر مین بھی کیفیت اسی صورت سے ہی
ہم تمھین دین تم ہمین دو اے پری پیکر شراب

کام آئیگی مے حبِّ علی اک دن ہنر بر
دینگے اپنے عاشقون کو ساقیِ کوثر شراب

ردیف باے فارسی

بسملونمین جا بیا پروانونمین ایدل تڑپ
جانفشانونمین سر میدان سرِ محفل تڑپ

دیکھہ لیگا میرے دل کی تو جو او قاتل تڑپ
خود کہیگا بس ہی یون اے غیرتِ بسمل تڑپ

اسقدر بیچین ہوکر تو ذرا ای دل تڑپ
بھو بجائین دیکھکر اپنی جسے بسمل تڑپ

اب نہین ہونیکا وہ ظالم ترا پرسانِ حال
خواہ تو دم توڑ اپنا خواہ ای گھائل تڑپ

دیکھکر دریا یہ مجکو مجسے کہتا ہی وہ شوخ
چین سے بجرے پہ ہم ہین تو لبِ ساحل تڑپ

کون بہجاتا ہی ہم بھی دیکھ لین لپٹا سنجا
اک ذرا دلسے ہمارے ہٹکے ای بسمل تڑپ

آگیا وہ شمع وشکا کہ پروانہ ہی تو
لے مبارک ہو تجھے خوش ہو نہ اب ای دل تڑپ

پھر گئی تجھپر چھری یہ نیمجان ہی بے چھری
ساتھ سے میرے دلکے جب جاتو نہین ای بسمل تڑپ

دیکھکر بیتاب والٹکر پردہ لیلی نے کہا
ناتوان ہی تو نہ ای مجنون پسِ محمل تڑپ

یون بھلا پروانہ و بسمل سے تڑپا جائگا
جو تڑپنا مین تڑپتا ہون یہ ہی مشکل تڑپ

نازہی برقِ طپانکو بیقراری پر بہت
دیکھلون اسکو ذرا تو بھی تو ہان ای دل تڑپ

جابجا ایسا مین تڑپا اوس پریرو کیلیے
ہوگئی مشہور میری سیکڑون منزل تڑپ

جب نہاتا ہی وہ بحرِ حسن دریا مین کبھی
موج سے کہتا ہی تو جاکر لبِ ساحل تڑپ

دیکھ لین بیچینیان تیری خدا کیواسطے
جا بزیان آہنی دم لے نہ اب ای دل تڑپ

جانکل پہلو سے میرے او دلِ پر اضطراب
گر تڑپنے کا مزا ہی بسملو نمین ہل تڑپ

کان تک اونکے نہ پہنچے یہ صدائے دردناک
ہین بہت نازک دماغ آہستہ تو اے دل تڑپ

دل بھر آتا ہے تجکو دیکھکر کہتے ہین وہ
دم تو لے اس بیقراری سے نہ اے بسمل تڑپ

ہے یقین مجھہ بیگنہ پر رحم آجائے ظفر
دیکھ لے میرے دلِ مضطر کی گر قاتل تڑپ

ردیف تا

راحت شبِ فراق نہ پائی تمام رات
پہلو تھا اور دردِ جدائی تمام رات

سونگھے ہین اونکے دستِ حنائی تمام رات
بُو سَو طرح کے عطر کی آئی تمام رات

شاید نفس کی آمد و شد ہو شبِ فراق
مینے تو اپنی نبض نہ پائی تمام رات

کرتا گلہ وصال مین کیا دردِ ہجر کا
اک بات بھی تو یاد نہ آئی تمام رات

منظور میرے گھر مین نہ آنا تھا آپ کو
مہندی جو پانون سے نہ چھڑائی تمام رات

بوسہ جو لیلیا تو وہ شرمائے اس قدر
تا صبح پھر نہ آنکھہ ملائی تمام رات

آفت مین جان شمع کی تھی شامِ وصل سے
مینے بجھائی اونسے جلائی تمام رات

فرقت کی شب مین شہرِ خموشان کا لطف اوٹھا
گھڑیال کی صدا بھی نہ آئی تمام رات

بھولا نہ کوئی دم غمِ صبحِ شبِ وصال
آیا ہی یاد روزِ جدائی تمام رات

کروٹ بھی اے سطرِ فلک نہ اوس شمع رو نے لی
کیا کیا نہ ہمنے جان جلائی تمام رات

لین چٹکیان جگر مین کبھی دلمین رات بھر
راحت نہ اونکے ہاتھہ سے پائی تمام رات

ٹھہری نہ اوسکے حسن کے آگے کسی طرح
اوٹھہ اوٹھکے مینے شمع جلائی تمام رات

ہاتھہ آئی کیا ہی دولتِ عشرت مجھے ہنر بر
سہلائے اونکے پاے حنائی تمام رات

وہ تو نہ آئے راہ دکھائی تمام رات
تو بھی نہ اے اجل ادھر آئی تمام رات

تاثیر آہِ دل نے دکھائی تمام رات
اوس مہ لقا کو نیند نہ آئی تمام رات

تجھسے حقیقت اپنی مسیحا مین کیا کہون
دلمین ہی دردِ جدائی تمام رات

مر مر کے ہمنے شامِ جدائی کی صبح کی
بیتابیون نے گور جھنکائی تمام رات

سوتے تھے ہمتو شام سے متوالے کیطرح
کیا سوچ تھا کہ نیند نہ آئی تمام رات

اے روزِ وصل چھوڑکے تنہا نہ مجکو جا
کیونکر سہونگا رنجِ جدائی تمام رات

آنکھین ہماری صبحکو تھرا کے رہ گئین
اوس بت نے خوب راہ دکھائی تمام رات

خلوت میں اونکی جائے فرشتہ بھی دخل کیا
ہوتی نہیں کسیکی رسائی تمام رات

نکلی جو وہ تلاش میں فرد وصال کی
پھر کر بدن میں روح نہ آئی تمام رات

اک ہم ہیں جاگتے ہیں سحر تک جو شام سے
سوتی ہے ورنہ ساری خدائی تمام رات

مر مر گئے ہیں شب کو مگر صبح وصل نے
صورت کسیطرح نہ دکھائی تمام رات

اوس بت کے آستانے پہ سر رکھکے زاہدا
ہمنے بھی کی ہے ناصیہ سائی تمام رات

آرام وہ کیا کیے تا صبح چین سے
ایذائے ہجر ہمنے اوٹھائی تمام رات

مژدہ دیا صبا نے جو صبح بہار کا
بلبل نے کی ہے نغمہ سرائی تمام رات

کچھ شام سے وہ ایسے مکدر ہوئے ہیں پر
تا صبح پھر ہوئی نہ صفائی تمام رات

میرے گھر آیا ہے اک رشک قمر آجکی رات
یا الٰہی نہو دو شب تو سحر آجکی رات

دل ہے بیتاب تڑپتا ہے جگر آجکی رات
کیا نہیں آئیگا وہ رشک قمر آجکی رات

ہاتھ رکھکر مرے سینے پہ یہ بولے شب وصل
دیکھیں کسطرح پھڑکتا ہے جگر آجکی رات

ہر شب وصل خدا سے یہ دعا ہے میری
ہوئے تا روز قیامت نہ سحر آجکی رات

شام سے صبح تلک گذری ہی تارے گنتے
تھا نہ پاس اپنے جو وہ رشکِ قمر آجکی رات

ایک دم لمحے کو بھی اشک نہ آنکھون سے رُکے
روتے روتے ہی کٹی چار پہر آجکی رات

جاگتی ہی جو یہی اس شبِ تنہائی مین
روح کو ہوگا اجل سے نہ مفر آجکی رات

مہربانی یہ تری یاد رہے گی برسون
نہ کبھی بھولیگی ای رشکِ قمر آجکی رات

شام سے جاتے ہو تم آؤ گلے تو ملِ لین
ہوگا دنیا سے ہمارا بھی سفر آجکی رات

کسکے دانتونکا تصوّر ہی کہ اپنے آنسو
صدفِ چشم مین بنتے ہین گہر آجکی رات

ہی شبِ وصل چُھری ہوگی تری گردن پر
بولا ہی وقت اگر مرغِ سحر آجکی رات

صبحکو مصر کا خوش ہوکے لُٹا دونمین خراج
خواب مین آئے وہ یوسف جو نظر آجکی رات

شکر صد شکر کہ طالع کا ستارہ چمکا
منزلِ عشق مین آیا وہ قمر آجکی رات

کسکی مژگان کا تصوّر ہی شبِ فرقت مین
تیر کیون پڑتے ہین بالائے جگر آجکی رات

ہر شبِ وصل جو تم مانگ مین موتی بھر لو
شادیان ہوکے لُٹا دونمین گہر آجکی رات

سیرِ مہتاب ہی اوس مہرِ لقا کو منظور
شام ہی سے نہ گریزان ہو قمر آجکی رات

یدِ بیضا شبِ مہتاب مین ہی دزدِ حنا
ماہ بھی آگیا ہی دستِ نگر آجکی رات

شبِ تاریک بحد ہی شبِ ہجران شاید — ہو گی تا صبحِ قیامت یہ سحر آ جکی رات

ہر شبِ ہجر نے ہر چند قیامت ڈھائی — تیرے بیمار پہ بھاری ہی مگر آ جکی رات

شامِ ہجران ہی نہ بیتابی سے مہلت ہو گی — جابجا خاک پہ ٹکراونگا سر آ جکی رات

وعدہ آنیکا تھا اوس مہرِ لقا سے جو ظفر ہر
صبح تک آنکھہ رہی جانبِ در آ جکی رات

ردیف ثاء مثلثہ

بڑھا ہوا ہی یہ کیون اضطراب کیا باعث — جگر کو چین نہ ہی دل کو تاب کیا باعث

جو ہم کہین نہین اوسکا جواب کیا باعث — ہمین سے آپکو ہی اجتناب کیا باعث

ہی آج غش مین جو مجھپر عتاب کیا باعث — وہ کیون نہ آئے چھڑکنے گلاب کیا باعث

حیا یہ شرم یہ یکتائی پر تو نازان ہی — پھر آئینے سے ہو نا حجاب کیا باعث

گئے ہوئے اوسے مدت ہوئی مگر اب تک — نہ قاصد آیا نہ خط کا جواب کیا باعث

کھلا نہ حال کہ اب اشک کیون نہین بہتے — ہی خشک خشک جو چشمِ پرآب کیا باعث

تڑپ رہا ہی جو پہلو مین صورتِ بسمل — بتا تو اے دلِ پُر اضطراب کیا باعث

جلا رہی ہے اسے آتش فراق مگر
جگر جو دیتا ہے ہوے کباب کیا باعث

تمہاری ذات تو جود و کرم میں تھی مشہور
طلب جو کرتے ہو مجسے حساب کیا باعث

روانہ ہو گئی کیوں عمر کرکے کوتاہی
یہ کیا ہوا جو نہ ٹھہرا شباب کیا باعث

تمام رات کٹی ہے مری نگاہوں میں
ہوا ہے آنکھوں سے برہم جو خواب کیا باعث

شہید ناز تمہارا تھا مستحق نعیم
ہے بعد مرگ بھی اوسپر عذاب کیا باعث

خدا گواہ ہے بیجرم و بیگناہ ہوں میں
ہوا ہے کس لیے مجھپر عتاب کیا باعث

کسی سے آنکھ بھی میری نہیں لگی ہے ہنر بر
خیال و وہم ہوا ہے جو خواب کیا باعث

ردیف جیم

اگر تمام پرستان میں ہے تمہارا راج
تو کوہ و دشت و بیابان میں ہے ہمارا راج

ہمارا کشور دل بھی تو ہے تمہارا راج
تمہارے تحت حکومت ہے سب ہمارا راج

جنان میں روح مری پوچھتی ہے حوروں سے
وہ پیارا کونسا ہے جسکا ہے یہ پیارا راج

برای بود ہے چند روزہ عالم میں
شباب کا نہیں ہونیکا پھر دوبارا راج

گدائی کی ہی اسی در پہ تاجداروں نے
تصدق آپکے ترے حسن پر ہو تاراج

شفیع ہو کے جہانمین وہ راج تم راجے
امید گاہ خدائی ہو تمھارا راج

تمھین ہو پادشہ ملک حسن دنیا مین
تمھارے قبضے مین ہی خوبیونکا سارا راج

بسا ہین ساری خدائی مین نور کی شکلین
تمھارے حسن نے کسطرح سنوارا راج

خراج تمکو پریزاد دینے آتے ہین
تمھارے زیر نگین حسن کا ہی سارا راج

ہمیشہ کشور خوبی مین زور حسن بڑھاؤ
کسے نہین ہی زمانے مین یہ گوارا راج

اشارہ ملک جنون شامین بیکسی کا یہ ہی
مقام ہو ہی یہان ہی یہان ہمارا راج

ہمارے کشور دلمین ہوا جو حاکم عشق
ستا ستا کے اوجاڑا ہی سب ہمارا راج

نظر تم اوسکی عنایت پہ دلسے رکھو ہنر
عجب نہین جو خدا دے تمھین تمھارا راج

جو تہ نشینی دریا سے ہی گہر کو اوج
تو اونکے سجدہ در سے ہی میرے سر کو اوج

دیا خدا نے جو معراج مین بشر کو اوج
نہ شمس کو نہ وہ ممکن ہوا قمر کو اوج

خطا اپنا دیکے ہما کر دیا کبوتر کو
دیا حضور نے یہ ایک مشت پر کو اوج

مرے شباب کو کیا ہو گیا یہ پیری مین
مٹا نہین کبھی خورشید کا سحر کو اوج

شباب مین قدِ بالا کا پھل نہ ہاتھ آیا
اگر ہوا بھی تو کیا سروِ بے ثمر کو اوج

تم اپنے کان کا بُندا اگر نہ بنواتے
اس آبرو سے نہوتا کبھی گہر کو اوج

گدائے خاک نشین مین ہون تیرے در کا
نصیب دولتِ دنیا کا اہلِ زر کو اوج

ہنروروں ہی کی مشتاق ہے سرافرازی
ہمیشہ ڈھونڈھتا ہے صاحبِ ہنر کو اوج

بسیرا طور پہ ہے آشیانہ عرش پہ ہے
دیا ہے حق نے عجب طائرِ نظر کو اوج

ہوا خدائی مین مشہور پھر وہ عرش مقام
شہیدِ ناز کے تمنے دیا جو گھر کو اوج

نہ اتنا چودھوین شب پر ہوا ہے قمر مغرور
کہ مستعار ہے مٹ جائیگا سحر کو اوج

ترے شہید کا سر ہے بلند نیزے پہ
یہ بعدِ مرگ بھی حاصل ہے اوسکے سر کو اوج

ہمیشہ زلف سے بل کھانے مین رہی بالا
وہ نازکی نے دیا ہے تری کمر کو اوج

ہنر بر فضلِ خدا سے عدو کا خوف نہین
جو تیغ کو ہے بلندی تو ہے سپر کو اوج

ردیف حاء مہملہ

نہ ٹھہری جسم مین ہنگامِ بیقراری روح | ادھر تو دلمین ہو اور وہ اودھر ہماری روح

ہوئی جو ہجر مین مذبوحِ بیقراری روح | خدائی بھر مین تڑپتی پھری ہماری روح

نکل ہی جائیگی قالب سے ہو کے عاری روح | فراقِ یار مین بیچین ہی ہماری روح

تمھارے صید کے خون کی جو بو مہکتی ہی | سمجھتے ہین اسے او ای جانِ شکاری روح

گران ہی نبض کا چلنا یہ ضعف ہی دلمین | وہ ناتوان ہون کہ اب قلب کو ہی بھاری روح

وہ آئے تھے جو دمِ نزع یان عیادت کو | اجل نے اونپہ تصدق کیون نہ اتاری روح

کرون نثار جو خوشبو سنگھاؤ تم اپنی | تمھاری بو سے زیادہ نہین ہی پیاری روح

سنگھاتے ہو گلِ رخ کی جو آکے تم خوشبو | تو جانتی ہی اسے منصبِ ہزاری روح

بسی ہی بوی روان بخش و جانفزا سے تری | اسی سے مجکو زیادہ ہوئی ہی پیاری روح

الٰہی کونسے گل مین بسیگی بو ہو کر | تلاش کرتی ہی کیون موسمِ بہاری روح

کسی سے بھی نہین اوٹھتا ہی صدمۂ فرقت | کرے نہ ہجر مین کسطرح بیقراری روح

بنا تو نورِ حقیقت سے ہی خمیر اسکا | کہان سے لائیگی آئینِ خاکساری روح

فرشتے پھول سنگھاتے ہین کیون نہین نکلی | اب انتظار مین کس گل کے ہی ہماری روح

عطر بر بستے ہین اس سے دماغ حورون کے
ریاض خلد کی بو ہو گئی ہماری روح

ردیف خا

کہتا ہے بھر کے جام مین گلرو شراب سرخ
آغوش ماہتاب مین ہے آفتاب سرخ

بلبل کا خون کشید مین ہوتا اگر شریک
کھنچتا گلاب صورت لعل مذاب سرخ

لکھین اگر حضور مرے زخمون کا شمار
یاقوت کا قلم ہو تو فرد حساب سرخ

آنکھین تو نذر گریۂ خونبار ہمنے کین
ہین بحر خون کے اب یہ فقط دو حباب سرخ

غنچے خجل ہوے ہین گلوری جو نوش کی
ایسا ہوا ترا دہن لاجواب سرخ

ہم سمجھے جوش مین ہے لہو آفتاب کا
چہرہ ہوا جو یار کا وقت عتاب سرخ

مٹنے کے بعد پھر نہین ہوتا وہ رنگ روے
گل سرخ ہوتے ہین نہین کھنچتا گلاب سرخ

کیا جانین کسکے غم مین سیہ پوش ازل سے ہے
دیکھا سنا نہین کبھی ہمنے سحاب سرخ

پہنی ہے اوسنے محرم گلرنگ روز وصل
ہین لعل شبچراغ کے یہ دو حباب سرخ

پھولی ہوئی ہے سامنے خورشید کے شفق
ڈالے ہوے ہے آج وہ رخ پر نقاب سرخ

کس ہگنیہ کا خون کیا خواب ناز مین
کسواسطے ہی آج ترا فرش خواب سرخ

ہوتے جو پاس تم گل شاداب کی طرح
رکھتی ہمارے چہر کو فصل شباب سرخ

رخسار آتشین کا تصور ہی ای ہنر بمہ
اس آگ سے جگر ہی برنگ کباب سرخ

ردیف دال

رہیگا سیر چمن کا نہ پھر مزا صیاد
جو فصل گل مین نہ تو نے کیا رہا صیاد

رہا کریگا اسیرون کو تو تو کیا صیاد
قفس سے انکو نکلوائیگا خدا صیاد

طرح طرح کے کھلین گے جگہ جگہ پر گل
لہو جو میرا ٹپکتا ہی جابجا صیاد

پھڑک پھڑک کے قفس مین جو مر گئے تو مرون
مگر رہے تو سلامت یہ ہی دعا صیاد

مجال کیا تھی مجھے تو اسیر کیا کرتا
قفس مین لائی ہی مجکو مری قضا صیاد

ہمیشہ پر مرے نوچے صدا گلا گھونٹا
خدا کا خوف نہ تو نے کبھی کیا صیاد

لہو تو روتے ہین لیکن ہمارے ضبط کو دیکھ
نہ تیرا شکوہ نہ گلچین کا ہی گلا صیاد

بہار آئی ہی خوشدل ہون چہچہاتا ہون
دکھا کے دام نہ سہما چمن سے جا صیاد

گناہ کیا ہی جو تو نوچتا ہی پر پہیرے
یہ مجکو ملتی ہی کس بات پر سزا صیاد

کرون جو باتین خوشامد کی تجھسے تو کیا ہی
گلون سے بھی نہین کی مینے التجا صیاد

وہ زمزمے مین سناؤن کہ برسون وجد کرے
قفس چمن مین جو لٹکا دے تو مرا صیاد

نرکھیو ایک سے امید لطف ای بلبل
کہ باغبان ہی بیرحم و پُر دغا صیاد

چلو ہنر بر ریاضِ نجف کے بلبل ہو
کروگے عیش وہان جا سکیگا کیا صیاد

ردیف ذال

نامہ لکھنے کو جو لے وہ گلِ رعنا کاغذ
عکس رخسار سے ہو صاف مطلا کاغذ

اسقدر ہمنے خطِ شوق لکھے ہین انکو
ڈھونڈھتے ہین تو جہا مین نہین ملتا کاغذ

کُندنی رنگ کی انکی ہین صفت لکھتا ہون
کیا عجب ہی جو زرافشان ہو سراپا کاغذ

کسی اچھے کو جو ہو نامہ نگاری منظور
خط کے لکھنے کے لیے چاہیے اچھا کاغذ

ہوگی مضمون جنون کی نہ کبھی گنجایش
بن بھی جائیگی اگر وسعتِ صحرا کاغذ

کیون پر و بالِ کبوتر کا اوٹھاؤن احسان
یار تک جائیگا اوڑکر مرے خط کا کاغذ

بخشوانیکے لیے جوش مین رحمت آئی
اوسنے جسوقت گنہگارونکا مانگا کاغذ

اسکا مطلب یہ کھلا کچھ نکرینگے تحریر
مجکو بھیجا ہی جو اوس شوخ نے سادا کاغذ

نامہ اوس لب متبسم کا مجھے لکھنا ہی
ورق نور مین ڈھونڈھون نہین پایا کاغذ

مین ترے خط کے تصور مین کبوتر سمجھا
جب ہوا مین کوئی اوڑتا ہوا آیا کاغذ

شرح رنگ رخ و چشم تر عاشق ہی وہ خط
آدھا ہی زرد اگر آبی ہی آدھا کاغذ

تیرے خط سے ہی دورنگی ترے دل کی ظاہر
نصف لکھا ہوا ہی نصف ہی سادا کاغذ

نامہ اوس غیرت گلزار کو لکھینگے ہر بر
ای صبا تو ورق گل سے بنا لا کاغذ

ردیف را

کیا میری خطا مجسے ہو بیزار سمجھکر
گر ترک ملاقات ذرا یار سمجھکر

غم پیس رہا ہی مجھے بیمار سمجھکر
تم رحم کرو صاحب آزار سمجھکر

لائی ہی ہوس دہر مین گلزار سمجھکر
آتے تھے نہ ہم وادی پرخار سمجھکر

غافل کبھی بیمار محبت سے نہونا
للہ دوا کیجیو ای یار سمجھکر

گلزارِ ارم مین ابھی اوڑ جاؤنگا صیّاد
بے بس مجھے سمجھا ہے گرفتار سمجھکر

او جان سے گا ہاتے ترا ردو مین جو آئے
سودائی ہوئے حُسن کا بازار سمجھکر

سایہ مین بھی ٹھہرا نہین مین حدِ ارم کے
ہان دیکھہ لیا ہے تری دیوار سمجھکر

لپٹا جو مین بیتاب تو شرما کے وہ بولے
دیوانے نہو جاؤ کرو پیار سمجھکر

صیّاد یہی کہتا ہے سُنکر مری فریاد
نالہ بھی کرے مرغِ گرفتار سمجھکر

لی زخم مین ظالم نے اس انداز سے چٹکی
بوسے لیے دل نے لبِ سوفار سمجھکر

ہے چاہِ ذقن بھی چہِ بابل سے زیادہ
تو اسمین جو گرنا تو دلِ زار سمجھکر

سودہمین بھی ہے ہمسے تری گرمیِ بازار
کر ہمکو جدا یار نہ بیکار سمجھکر

خود رفتہ ہین آپ اور ہے افتادہ مرا دل
کچلے نہ کہین دیکھیے رفتار سمجھکر

بیمارِ محبت ہون مجھے دیکھنے آنا
پرہیز نکرنا کہین بیمار سمجھکر

داغونکا ذخیرہ جو مرے دل مین ہوا ہے
تم سیر کو آؤ اسے گلزار سمجھکر

جبرئیل خدائی مین کہین وحی جو لائے
ہم سُننے لگے آپ کی گفتار سمجھکر

اتنی بھی خود آرائی و غفلت نہین زیبا
اے ظالمِ بیرحم و جفاکار سمجھکر

منہ اپنا چھپا لیتے ہین وہ ناز و ادا سے
ہر بار مجھے طالبِ دیدار سمجھکر

رکھنا نہ قدم کوچۂ گیسو مین یکایک
دیکھ اے دلِ خود رفتہ خبردار سمجھکر

پروانہ دلکو تھا مرے شمع سے کیا کام
لپٹا تھا ترا شعلۂ رخسار سمجھکر

دلجوئی کسیدن نہ ہنر بر اوسنے مری کی
دل مینے دیا تھا اوسے دلدار سمجھکر

آخرِ شب وہ چلے مجھسے گریزان ہوکر
رہگئی غمسے سحر چاک گریبان ہوکر

ہمصفیرانِ چمن سے مرا کہنا احوال
اے صبا ہو ترا جانا جو گلستان ہوکر

میری تربت پہ جو اے ابرِ کرم آیا ہے
سایہ کر رحمتِ معبود کا دامان ہوکر

ہوتے ہی صبحِ شبِ وصل قیامت آئی
وہ اوٹھے پہلو سے ہم رہگئے گریان ہوکر

کسلیے نفس کے پھندے مین گرفتار ہے دل
کیون پھنسا دیو کے پنجے مین سلیمان ہوکر

آرزو ہے کہ رہون تیرے درِ دولت پہ
زندگی بھر مین کرون چوکسی دربان ہوکر

غمسے گھلجائیگی پروانیکے جلنے سے ضرور
شمع کے اشک نہین تھمنے کے گریان ہوکر

دردِ دل سنکے مرا کہتے ہو مطلب کیا ہے
یون تو نافہم نہ بنجاؤ سخندان ہوکر

حسرت و یاس و تاسف نے کیا دل مین ہجوم
ہم جو نکلے طرف گور غریبان ہو کر

چہچہاتی ہی نہین کنج قفس مین بلبل
ایسی چھٹ گئی افسوس خوش الحان ہو کر

گل مہر داغون کے دل مین تو ذرا کھلنے دو
سیر کھلاینگے تمکو یہ گلستان ہو کر

تیر اوس کا لب معشوق جو ہو جاتا ہے
کیا خوشی زخم جگر کرتے ہین خندان ہو کر

غمزدے تیری جدائی کا جو غم کرتے ہین
مسکراتے بھی نہین پھر کبھی گریان ہو کر

ابی پر پرزے وہ کر دیوانے کی فصل گل مین
دھجیان اوڑنے لگین چاک گریبان ہو کر

دشمن کو آئی جو ہیبت ترے سودائی کی
خاک اوڑانے لگے گلزار بیابان ہو کر

ساتھ ہی سوچ کے انجام کو شبنم رو دی
گل شگفتہ جو ہوے صبح کو خندان ہو کر

ساتھ ہی مین بھی لگا لپٹا چلا جاؤنگا
مجھسے جائیگی کہان عمر گریزان ہو کر

مین تو اک وحشی و دیوانہ عریان تن ہون
مجھسے کیا لیگا جنون دست و گریبان ہو کر

زاہد و واہ کیا کسنے بتون کو سجدہ
کلمہ کفر تو بولو نہ مسلمان ہو کر

دیکھیے کونسی بلبل کا قفس بستا ہے
بوے گل باغ سے نکلی ہے پریشان ہو کر

یا علیؑ جلد یہ حاصل ہو تمنائے ہزبر
آئے پھر روضہ اقدس پہ خراسان ہو کر

لوٹے مزے یقینِ شفاعت کے زور پر
کیا کیا گنہ کیے تری رحمت کے زور پر

نازان ہیں مال پر ہون دولت کے زور پر
مستغنی ہون فقط تری رحمت کے زور پر

رندِ خدا پرست ہون میں وہ کریم ہے
زاہد مجھے ڈرا نہ عبادت کے زور پر

ہمراہیوں سے چھٹ کے پسِ کاروان رہا
رو رو دیا ہون آج نقاہت کے زور پر

مضمون نئے ہون بندشِ اشعار ہو نفیس
یہ باتین منحصر ہین فہانت کے زور پر

مشکل ہو یا کہ سہل زمین شعر خوب ہون
موقوف ہے یہ رنگ طبیعت کے زور پر

دل تو دیا ہے جان بھی تمسے نہین عزیز
یہ اپنی ہمتین ہین محبت کے زور پر

ایسی تو ہمنے حسن پرستی کی دھوم کی
یوسف سے بحث کی تری صورت کے زور پر

دلمین ہے دردِ عشق بچالو مری بھی جان
تم تو خدائی کرتے ہو قدرت کے زور پر

تو چاہے تو مہمِ قیامت سے ہو نجات
آیا ہون مین یہان تری رحمت کے زور پر

معلوم ہوگا حشر کو کل زاہدو تمھین
بھولے ہوئے ہو آج عبادت کے زور پر

کسکے گناہ کیسا عذاب اوسکے ہاتھ ہے
بھولا ہون مین رحیم کی رحمت کے زور پر

کیونکر نہ اے ہنر بر ملے گا وہ بیوفا
نازان ہون مین بھی اپنی محبت کے زور پر

ردیف زا

کیا اوٹھائیگا کوئی ابروِ خمدار کے ناز
میری گردن سے اوٹھے بس تری تلوار کے ناز

ہوئی صحرا مین جو کچھ درد کی لذت حاصل
چھاتی تلوونکی اوٹھاتی رہی ہر خار کے ناز

کبھی نرمی کبھی گرمی کبھی غمزے کے سخن
سب اوٹھاتے رہے ہم اوس بتِ عیار کے ناز

ناز برداری جو اوس شوخ کی کی دل نے تو کیا
عشقبازی مین اوٹھاتے ہین سبھی یار کے ناز

کبک قربان ہون طاؤس گرین ہو قدمون پر
سب پھڑک جائین جو دیکھین تری رفتار کے ناز

جھڑکیونپر بھی سبب دردِ جگر کا پوچھا
کیون مسیحا نے اوٹھائے ترے بیمار کے ناز

اپنے مجنونکی کوئی ہٹ کبھی تم بھی رکھ لو
گل کو دیکھو کہ اوٹھاتا ہی سدا خار کے ناز

عشوہ کیا خاک کرے کنجِ قفس مین بلبل
کون اوٹھائیگا اسیرہمین گرفتار کے ناز

لیکے دل آپ چھپے ہین جانکی خاطر مجھسے
اب اخلاص کے ہین ناز کہ ہین پیار کے ناز

لے رہا ہی دہن زخم سے بوسے اوسکے
کونسے دلکو خوش آئے تری تلوار کے ناز

غمزے معشوقونکے عشاقکو خوش آتے ہین
جو ہین جانباز اوٹھاتے ہین وہ تلوار کے ناز

مسکرا کر دلِ مجروح پھڑک جاتا ہی
تیری چٹکی مین ہین ملتے لبِ سوفار کے ناز

ہی تو یہ عاشق و معشوق مین افسانہ ہی
بلبلون نے وہ اوٹھائے گل و گلزار کے ناز

کسقدر جوشِ عنایت ہی کہ اللہ اللہ
تیری رحمت نے اوٹھائے ہین گنہگار کے ناز

اے ہنر بر آکے کسی روز وہ دل لے لیگا
تم اوٹھاتے تو ہو اوس شوخِ ستمگار کے ناز

ردیف سین

اب پریونکی ہوس ہی نہ پرستانکی ہوس
دل جو اولٹا ہی تو ہی کوہ و بیابانکی ہوس

سلطنت کی ہی نہ ہی ملکِ سلیمانکی ہوس
دلکو ہی آٹھ پہر کوچۂ جانانکی ہوس

پیرہن کانٹون سے نُچواتے چلے وحشت مین
لیچلی دشت کو پھر چاک گریبانکی ہوس

جب کسیطرح رسائی نہوئی آخرِ کار
خاک اوڑوانے لگی کوچۂ جانانکی ہوس

کوی جانانسے کہین بڑھکے نہین ہی جنت
کسلیے پھر مین کرون سیرِ گلستانکی ہوس

خاکِ پا یار کی مجکو جو کہین ملجائے
زندگی بھر نکرون کحلِ صفاہانکی ہوس

دم ہی مہمان کوئی دم چند نفس ہستی ہی
بوریا ڈھونڈھ نکر تختِ سلیمانکی ہوس

لکھنو جسنے کہ دیکھا ہی بچشمِ انصاف
ہی یقین وہ نکرے ملکِ سلیمانکی ہوس

بھاگنا چاہیے سایے سے پریزادونکے
ہوش اُڑا دیتی ہے انسانکے پرستانکی ہوس

شوقِ دیدار مین دم بھر کبھی آنسو نہ تھمے
اوسپہ نکلی نہ مرے دیدۂ گریانکی ہوس

مُنہ کو آئیگا کلیجہ ترا سُن اے بلبل
خون رُلوائیگی تجکو گُلِ خندانکی ہوس

درد آمیز یہ اشعار جو ہونگے مشہور
اہلِ دل دل سے کرینگے مرے دیوانکی ہوس

آرزو اب تو وطن کی بھی نہین ہمکو ہژبر
دل مین اپنے ہے درِ شاہِ خراسانکی ہوس

ردیف شین

بعدِ مردن بھی نہین گلشنِ رضوانکی تلاش
ابتلا کے روح کو ہے کوچۂ جانانکی تلاش

جستجو دلکو کسیکے قدِ بالاکی ہے
کی جنانمین بھی اوسی سروِ خرامانکی تلاش

گلشنِ دہر مین دیکھا نہ کبھی روی بہی
خار دیتی ہی رہی سیبِ زنخدانکی تلاش

آرزوئین ہین لیلےٰ کو قدِ سرو سی کی
برسون مجنونکو رہی سیرِ بیابانکی تلاش

آئے ہین خلد کے پھولونکی سہری لیکر
دو فرشتونکو ہے اک گورِ غریبانکی تلاش

مُسکرانا مرے زخمونکا جو دیکھے بلبل
بھولکر بھی نکرے پھر گُلِ خندانکی تلاش

کون آوارۂ وطن نجد مین خواہان ہی مرا
کس پریشانکو ہوئی مجھسے پریشانکی تلاش

صورتِ نقشِ قدم فرشِ زمین ہنجاؤن
اتبو اسواسطے ہی کوچۂ جانانکی تلاش

پھر وہی سیکھا ہی آآکے اولجھنا مجھسے
پھر ہوئی دستِ جنون میرے گریبانکی تلاش

پھر خزان جاتی ہی پیدا ہوئی ہی بلبل کو
وہ جو ناخواندہ تھا مہمان اوسی مہمانکی تلاش

یہ تو کہہ چھڑکیگا تو زخمونپہ کس گھائل کے
کیون ہی اے قاتلِ بیرحم نمکدان کی تلاش

آجکل موسمِ گل مین ہی وفورِ وحشت
کیون نہو اسدلِ وحشی کو بیابانکی تلاش

قیس کو جیسا نئی منظور ہی صحرا کی جو خاک
کیون نہین کانٹونمین کرتا مرے دامانکی تلاش

رایگان عشق مین محنت نہ زلیخا کی ہوئی
مدتون گرچہ رہی یوسفِ کنعانکی تلاش

کیا دلا تو بھی کہائیگا شبِ وصل کا لطف
ہی جو پروانۂ شمعِ شبِ ہجرانکی تلاش

کیا مزا درد کا الفت مین ملا تھا دلکو
مرتے مرتے نہوئی ہمکو جو درمان کی تلاش

کارخانونمین نہ دنیاکے کرو فکر ہنر بر
چاہیے طاعتِ معبود کے سامانکی تلاش

ردیف صاد

وصل سے کم ہوئی نہ دم بھر حرص
اور بڑھتی گئی برابر حرص

کی فقیرون نے ترک کیونکر حرص
ہی سلاطین کو بھی پئے زر حرص

دیکھے لالچ دبا رہی ہی مجھے
توڑتی ہی پہاڑ مجھپر حرص

دولتِ وصل کی ہوس ہی ہمین
مال کی کرتے ہین تونگر حرص

اے دلِ مستقل تو ہی مبتلا
صبر بہتر ہی یا کہ بہتر حرص

لطف آبِ بقا مین کیا سمجھا
کس لیے کی تھی اے سکندر حرص

کچھ سنا ہی تو گل بھی کرتے ہین
رنگ کی ہی برے اے گلِ تر حرص

پیاس بجھتی نہین کبھی قاتل
کیون نہو پھر آبِ خنجر حرص

ہین قناعت سے ہم تو مستغنی
کیون اڑی ہی ہمارے در پر حرص

روح دیدار کی ہوئی طالب
بڑھ گئی اور اپنی مر کر حرص

مجکو دیتے جو دولتِ دیدار
دل کو ہوتی نہ بندہ پرور حرص

مجھ گدا کو ہی ذوقِ نفس کُشی
مال و زر کی کرین تونگر حرص

ظلِ سبحان کے تم خلف ہو ہجر
نکرو اس سے اور بڑھکر حرص

ردیف ضاد

پریونکی بزم سے ہی نہ گلزار سے غرض
مجکو فقط ہی انجمنِ یار سے غرض

کیا مجکو چترِ پُر زر و زرتار سے غرض
رکھتا ہون تیرے سایۂ دیوار سے غرض

ہی دلکو میرے حسرتِ دیدار سے غرض
کُل کائنات مین ہی فقط یار سے غرض

ہمسے رُکھائیان کرو تم چاہو جس قدر
مرتے ہین تُمپہ ہمکو ہی دیدار سے غرض

کافی ہین ہمکو ابرو و مژگانکی جنبشین
خنجر سے واسطہ ہی نہ تلوار سے غرض

نرگس ہماری آنکھ سے حسرت ہی سیکھتی
بیمار کی نکلتی ہی بیمار سے غرض

اے دل چٹا رہا ہی جو اپنا لہو اسے
نکلی ہی کونسی تری سوفار سے غرض

ہوتا کبھی نہ ہمسے قیامت کا سامنا
رکھتے اگر نہ ہم تری رفتار سے غرض

غافل ہو اپنے چاہنے والون سے اسقدر
بیخود سے واسطہ ہی نہ ہشیار سے غرض

پڑتی نہین نگاہ پری پر نہ حور پر
ہم رکھتے ہین فقط ترے دیدار سے غرض

دل تونے لے لیا ترے سودائی تو ہوے
اتنی تو نکلی حُسن کے بازار سے غرض

برسون سے گھیرے ہی جو انھین انتظارِ یار
کیا جانین کیا ہی دیدۂ خونبار سے غرض

مطلب مجھے شفا سے نہ صحت سے واسطہ
رکھتا ہوں میں تو عشق کے آزار سے غرض

پہلو میں اپنے کسلیے دیتے ہیں اُنکو جا
کیا وجہ ہے گلونکی ہے کیا خار سے غرض

کلمہ زبان پہ ہوگا دمِ حشر یہ ہر بشر
ہمکو ہی عشقِ حیدرِ کرّار سے غرض

ردیف طا

اوس پر پری وشی نے بڑھایا ہی جو اغیار سے ربط
اب نہیں رہنے کا مجھہ عاشقِ غمخوار سے ربط

للہ الحمد ہوا عاشقِ سرشار سے ربط
بندہ پرور نے کیا اپنے گنہگار سے ربط

کسکا دل چھیدنیکو دی ہی جگہ پہلو میں
کسلیے باغ میں ہی گُل نے کیا خار سے ربط

اپنے پہلو میں جگہ دے مجھے دم بھر کیلیے
آرزوئیں ہیں کہ اتنا تو بڑھے یار سے ربط

ہمدمی کرنیکا ارمان ہی جو عیسےٰ کو
چاہتے ہیں کہ بڑھائیں ترے بیمار سے ربط

حشر میں شانِ کریمی اوسے دکھلائینگے
خود بدولت نے بڑھایا جو گنہگار سے ربط

کوئی دم ہاتھہ سے چھوڑیگا نہ صیاد قفس
عشق ہوگا جو بڑھا مرغِ گرفتار سے ربط

خون چٹایا ہی جگہ دی اسے روزن ہوکر
اسقدر دل نے بڑھایا ترے سوفار سے ربط

بیخودی جوشِ جنون دردِ جگر بیتابی
عشقبازی میں رہیگا انھیں چار سے ربط

سایۂ دامنِ رحمت میں جو دیکھا ہی آ ے
متقی چاہتے ہیں تیرے گنہگار سے ربط

روح قالب سے جو نکلی ہو جو ہر آن میں
ہی یہ دم بھر کا ہمارا تری تلوار سے ربط

اپنے پہلو میں وہ جا غیر کو دیتے ہیں تو دیں
ہم بھی کر لینگے کسی شوخِ طرحدار سے ربط

میں بھی ہوں مدح سرائے گلِ رخسار ہر ہر
مجھکو بے وجہ نہیں بلبلِ گلزار سے ربط

ردیف ظاء

سر پھراتا ہی کیوں مرا واعظ
نیک بندوں کے پاس جا واعظ

ہی گنہگار کا خدا واعظ
کون دیگا اوسے سزا واعظ

اوسکی ستاری پر ہی کسکو نظر
لپٹے دامن سے ہم ہیں یا واعظ

تو عبادت پہ اپنی نازاں ہی
مجرموں کا بھی ہی خدا واعظ

اوسکی رحمت سے ہم ہیں واقف خوب
تو ڈراتا ہی ہمکو کیا واعظ

تیرا احباب دے رہا ہی کہ یہ
دیکھہ تو بیت الریا واعظ

تجھسے پہلے ہی ہیری آمرزش — دیکھلے رحمتِ خدا واعظ
قیس و فرہاد جب تھے دنیا مین — تب نہ کوئی جہان مین تھا واعظ
ہوگا کچھ فائدہ نہ اس سے تجھے — بس نصیحت سے باز آ واعظ
حشر کے دن مری شفاعت پر — ہونگے محبوبِ کبریا واعظ
حلۂ خلد مجکو دینے کو — آئینگے شاہِ لافتےٰ واعظ
مین تو دم پنجتن کا بھرتا ہون — یہی ایمان ہی مرا واعظ
جب مین جانون کہ تو خدارس ہی — کچھ کرامت تو مجھے دکھا واعظ
تو بھی اوسپر فریفتہ ہو جا — عشق مین ہی عجب مزا واعظ

کب سُنینگے کسیکی بات ہنر
ہمکو ہی عشق دلربا واعظ

تیرا ہر دم رہے خدا حافظ — ہی جو سارے جہان کا حافظ
تیرے بندون کی ہی قضا حافظ — ان چراغون کی ہی ہوا حافظ
اونکے پہلو مین ہم جو جا بیٹھے — اوٹھکے کہنے لگے خدا حافظ

ہر بلا سے بچائے رکھتا ہی — ہی ہر اک جا پہ کبریا حافظ
نہ رہا کچھ بھی ہمکو خوف و ہراس — جب کہا صدق سے کہ یا حافظ
مصحفِ رخ ہی اون کا یاد ہمین — حفظ اوسکو کرے گا کیا حافظ
آئینے تک نہ اونکو جانے دیا — شرم اونکی رہی سدا حافظ
نہ گذر ہوگا بے وفائی کا — میرے دل کی تو ہی وفا حافظ
اونسے مانگی عدم کی رخصت جب — کہدیا جائیے خدا حافظ
جو صنم دیکھا اوسکا بندہ ہی — ایسے دل کا ہی بس خدا حافظ
بیٹھا آرامِ جان جو پہلو مین — دردِ دل نے کہا خدا حافظ
ایڑیون تک پہونچ گئی ہی زلف — اب کمر کا تری خدا حافظ

ڈر نہین ہی ہنر بر دشمن کا
میرا اللہ ہی مرا حافظ

ردیف عین

کیا کہوں کس طرح جلتی ہی تری محفل مین شمع
شرم کے مارے گھلی جاتی ہی دل ہی دل مین شمع

پڑ رہی ہی چھوٹ کسکے شعلۂ رخسار کی
جھلملاتی ہی بجھی جاتی ہی کیون محفل مین شمع

کشتگان یار پیہم شام سے تڑپے جو رات
سوزش غم سے جلا کی محفل قاتل مین شمع

قبر روشن ہو گئی ای شعلۂ داغ جگر
کسنے بھیجی ہی مسافر کے لیے منزل مین شمع

یار تیرے حسن کا رعب اوسپہ ایسا چھا گیا
صبح تک تھرائی لرزا کی تری محفل مین شمع

بزم مین اوسکی جو کچھ ہوتا نہین اوسکو فروغ
مارے غیرت کے گھلی جاتی ہی اپنے دلمین شمع

جسکی محفل مین ہی تو اوس سے خیال ہمسری

جاے غیرت ہی ذرا تو سوچ اپنے دل مین شمع
عکس ہی ہمیرے کے موتی کا زنخدان مین تری
یا جلائی ہی کسینے یہ چہِ بابل مین شمع
تا قیامت یہ دیے جایگی اک لَو نور کی
عشقبازی نے یہ روشن کی ہی میرے دل مین شمع
لَو لگی ہی اسکو بھی حُسن و جمالِ یار کی
بے سبب جلتی نہین ہر خانہ و منزل مین شمع
کچھ تمنّاے فروغِ ظاہری اصلا نہین
نورِ عرفانی سے روشن ہی ہمارے دل مین شمع
نازِ سرتابی کرے گی تو جو بزمِ یار مین
خاک مین ملجایگی پڑجاے گی مشکل مین شمع
حُبِّ شاہِ دین مین روشن رکھہ دل اپنا امیرؔ ہر بر
روشنی اوسکی بنے گی گور کی منزل مین شمع

ردیف غین

شمع روی یار کا ایسا ہوا کامل فروغ
جسکے آگے ہو گیا خورشید کا باطل فروغ

پیش ازین آئینے کا رتبہ تھا کیا کیا قدر تھی
عکسِ رُوے یار سے اوسکو ہوا حاصل فروغ

مانگنا اچھا کسی شی کا کسی سے بھی نہین
ساری دنیا مین کہین پاتا نہین سائل فروغ

لاکھ صورت سے حسینانِ جہان بن بنکے آئین
روبرو تیرے ہی اور ونکو بہت مشکل فروغ

میرے آئینسے یہان روشن ہے شمع و چراغ
پیشتر تجکو نتھا ای گور کی منزل فروغ

نور کی اک لو لگی ہی تجھمین اسکا شکر کر
حق تعالےٰ نے دیا ہی تجکو یہ ایدل فروغ

آج ہی جو کل نہین ہوئیگا یہ عالم ترا
میہمان ہی رات بھر یہ ای مہِ کامل فروغ

رات کو اوس مہ لقا کے شعلۂ رخسار نے
شمع کا کیا کیا مٹایا ہی سرِ محفل فروغ

اتنی روپوشی نکر اب قیس کی حالت ہی غیر
ہی اوسے دم سے ترے ای لیلیِ محمل فروغ

فوق کیا فرہاد و مجنونکو ہی مجھپر عشق مین
سامنے عالم کے پاتا ہی نہین جاہل فروغ

ذرۂ ناچیز تابان خاکساری سے ہوا
منکسر ہونیسے اوسکو ہو گیا حاصل فروغ

حورین آتی جاتی ہین شمعین جلا نیکیلیے
تیرے کشتے کی لحد ہی کیون نہو قاتل فروغ

ذرۂ ناچیز ہون ارضِ نجف کا ای ہنر ور
ہوئیگا خواہی نخواہی مجکو بھی حاصل فروغ

ردیف فا

یون رفتہ رفتہ عشق مین میرا بڑھا شرف
فرہاد و قیس دونون پہ مین لیگیا شرف

انسانِ مشت خاک کا سب سے بڑھا شرف
یہ ہی خدا کی دین جسے دے خدا شرف

معراج دار پر ہی یہ رتبہ بلند ہی
منصور نے یہ عشق مین حاصل کیا شرف

عشاق میرے نام کی تعظیم کرتے ہین
اب عاشقی مین کون ہی اسکے سوا شرف

حاصل تو ہر طرح کا شرف ہی تمھین مگر
رکھتے ہین بیوفاؤن پہ اہلِ وفا شرف

تو ای حسین مہرِ سپہرِ جمال ہی
ہو تیرے روبرو مہِ کنعان کو کیا شرف

رونق دہ جمالِ حسینان ہی اوسکا حسن
ہر ذرے کو ہی مہر سے حاصل ہوا شرف

کیا کیا نہ خاک اوڑا کے دکھایا ہی اپنا اوج
پر آسمان ہی کو زمین پر رہا شرف

آزاد رنج و فکر سے رہتا ہی روز و شب
رکھتا ہی بادشاہون پہ تیرا گدا شرف

میرے خوشا نصیب کہ پروانہ ہون ترا
ای شمع رو یہ فخر مرا ہی مرا شرف

منقار مین جو لیکے اڑا میرا استخوان
طائر ہین جتنے لیگیا سب پر ہما شرف

پیغام لیگئی ہی جو عاشق کا یار تک
کیا کیا نہین بڑھا ترا بادِ صبا شرف

دامن سے تیرے آکے لپٹتے ہین متقی
ایسا تری حضور سے حاصل کیا شرف

عاشق انہین کا ہو نہین توسل انہین سے ہی
مجکو ضرور دینگے شہِ لافتی شرف

مداح آفتابِ رسالت کا ہون بہر
محشر مین مجکو دینگے حبیبِ خدا شرف

ردیف قاف

پوچھو نہ کچھ فراق مین کسکسکو تھا قلق
دلکو جدا قلق تھا مجھے تھا جدا قلق

پیدا ہوئی نہ صورتِ وصلِ حبیب آہ
ہمکو تمام عمر اسی کا رہا قلق

ارمان دلکے دل ہی مین رہجاتے ہین تمام
کیونکر کرین نہ موت کا شاہ و گدا قلق

ہوش و حواس تاب و توان نے دیا جواب
کس کسکا ایک پیری نے مجکو دیا قلق

چھٹکارا دردِ دل سے ہو مجکو نہین امید
اللہ ہی جو کھوئے تو جائے مرا قلق

اتنا جو گھٹ رہا ہی کہین خون ہونجائے
کیا ہی جو دلکو آج ہی کل سے سوا قلق

دل ٹوٹتا ہی درد کی جی بھر کے لذتین
دیتا ہی تیرے ہجر مین کیا کیا مزا قلق

عشاق کے رفیق یہی ہین فراق مین
افسوس و بیقراری و آہ و بکا قلق

جو کچھ کہ پیش آنی ہی پیش آئیگی ضرور
مرنا ہی ایکدن شدنی اسکا کیا قلق

ہی خوف جوشِ غم مین ترا خون ہو نجائے
ای دل نکر زیادہ برائے خدا قلق

فرقت مین کون کون سے صدمے کو مین سہون
دل کا جدا قلق ہی تمھارا جدا قلق

آئے نہ وہ ہماری عیادت کے واسطے
افسوس مرتے مرتے اسیکا رہا قلق

حامی ہین تیرے حیدرِ کرار ای بحر
تجھکو تو حشر مین بھی نہوگا ذرا قلق

ردیف کاف

جلایا تپِ غم نے مجھکو یہان تک
کہ جل جلکے چونا ہوئین ہڈیان تک

مٹایا مٹانا تھا تجھکو جہان تک
فلک باز آ اب بھی آخر کہان تک

نہ صیاد آیا نہ گلچین نے پایا
نہ پوچھا کوئی مجھسے بے خانمان تک

ترے خاکسارونکے قدمونکی جانب
ہمیشہ رہا سرنگون آسمان تک

پھرے جابجا ٹھوکرین کھائین کیا کیا
ترے عشق مین ہم گئے لامکان تک

اوترکر جو بال اوسنے دریا مین دھوئے
پھنسین دام مین زلف کے مچھلیان تک

یہ کیسی تھین بیباکیان یہ تو کہیے
بجین غیر کے کانمین چٹکیان تک

جو کوچے مین اوس حور وش کے پڑے ہین
نہین دھیان بھی اونکا جاتا جنان تک

خدا کے لیے ای صبا تو ہی جا کے
مرا نامہ پوہنچا مرے مہربان تک

بڑی قید ہی تیرے وحشی کی خاطر
پنہا دی ہین حدادنے بیڑیان تک

خدا کی قسم قول اپنا تو یہ ہی
مزا زندگی کا ہی عشق بتان تک

تری راہ مین یار دل ہال کیا ہی
جو ہو حکم صدقے کرون نقد جان تک

مرے دستخط کو پڑھا دل ہی دل مین
نہ آیا مرا نام اوسکی زبان تک

ملا چین بعد فنا بھی نہ ہمکو
چبا لین سگ یار نے ہڈیان تک

تمھین ضبط دیکھو مرے سوز غم کا
ہوا خاک جلکر نہ نکلا دھوان تک

ہنر پر اب دعا کر کہ اختر سلامت
مزا شعر گوئی کا ہی قدردان تک

ردیف گاف

بھڑکتی ہے مرے سینے مین رنج و غم کی آگ
جلا رہی ہے مجھے دوری صنم کی آگ

کوئی بجھانے نہ آیا لگی مرے دل کی
کسی نے آگے یہ بھڑکی ہوئی نہ کم کی آگ

تمھارے عشق نے مجکو جلا کے خاک کیا
زمانے بھر کی مرے واسطے بہم کی آگ

تلاش یار مین اونکو پیمبری دیدی
عجب کلیم نے دیکھی ترے کرم کی آگ

تمام ہو گئی آخر کو شمع جل جل کر
لگائی سوز نے پروانیکے ستم کی آگ

بدن جو گرم ہے دم بھر مین سرد ہوتا ہے
چراغ گل ہے یہ مہمان ہے کوئی دم کی آگ

ہماری آہ مین بو ہے لہو کے جلنے کی
بھڑک رہی ہے کلیجے مین کس ستم کی آگ

ہمارے سوز جگر سے مقابلہ نکیا
تنور کی بھی تو اسطرح سے نہ چمکی آگ

اوٹھا جو میرے کلیجے سے آہ کا شعلہ
تو میرے سامنے دوزخ کی بھی نہ چمکی آگ

تپ فراق کلیجے کو پھونکے دیتی ہے
خدا بجھائے ہمارے غم و الم کی آگ

آتش مجھکے دلکو جلانا ہنر ہے یاد رہے
بجھانے سے نہین بجھتی ہے سوز غم کی آگ

باغِ عالم مین ہین گو لاکھون بتانِ سبزہ رنگ
کھب گیا دل مین مرے اک نوجوانِ سبزہ رنگ

لہلہاتا ہی جو سبزہ ہر طرف برسات مین
یاد آجاتی ہی بزمِ دلبرانِ سبزہ رنگ

حق تعالےٰ اوسکے پھندے سے عنادل کو بچاے
باغ مین آیا ہوا ہی باغبانِ سبزہ رنگ

ابر ہی سبزہ ہی لطفِ میکشی ہی آج کل
جمع ہین گلزار مین اب ساقیانِ سبزہ رنگ

عہدِ پیری مین ہوا سر سبز کشتِ آرزو
ہو گیا مدِ نظر اک نوجوانِ سبزہ رنگ

داغ جو دل کے ہرے ہین کیون نہون مجکو عزیز
ہین یہی تو ارمغانِ مہربانِ سبزہ رنگ

پھول جھڑتے ہین دہن سے اوسکے گویا باغ مین

باتین کرتا ہی جو وہ رنگین بیانِ سبزہ رنگ

سبزۂ خط سے بہارِ حُسن ہوتی ہی دوچند

زہر کھلواتا ہی عشقِ نوخطانِ سبزہ رنگ

نخل ہین تیرے چمن مین چھوٹے چھوٹے سبز سبز

یا کہ محفل مین بہم ہین کچھ بتانِ سبزہ رنگ

شاخین جھونکے کھاتی ہین ہی زور پر بادِ بہار

جس طرح گانے مین جھومین مطربانِ سبزہ رنگ

بڑھ گیا شورِ عنادل دیکھکر بوٹا سا قد

نخلِ گُل ہی یا مرا غنچہ دہانِ سبزہ رنگ

جوبن اپنا سبزۂ ساحل دکھاتا ہی جہان

دل کو تل دیتی ہی یادِ نوخطانِ سبزہ رنگ

گلشنِ آلِ عبا کا ہون مین عاشق ای ہنر بر

خلد مین لونگا زبرجد کا مکانِ سبزہ رنگ

ردیف لام

کرتا ہی وصلِ یار مین بھی ہاے ہاے دل
مجھکو خبر یہ تو نہ بتائی ادائے دل

تاثیر دردِ عشق اگر کچھ دکھاے دل
ہاتھون سے دلکو تھام کے کھینچے گا ہائے دل

کہتے ہو چپ ہو نکہو ہاے ہاے دل
اچھا کرینگے ضبط رہے دل کہ جائے دل

اس درد کی فغان ہی کہ ہل ہل گیا ہی عرش
اتنا بھی آدمی نہ کسیکا دکھائے دل

دیکھے شگفتگی دلِ پر نور کی اگر
پروانہ ہوشیار تو بلبل فدائے دل

او بحرِ حسن تو ہی بتا دے کہان تلک
اشکون کے ساتھ خون کا دریا بہائے دل

جب یہ کہا کہ ہاتھ سے جاتا ہی دل مرا
بولے مری بلا سے رہے دل کہ جائے دل

دامِ اجل جہان مین حلقے اسیکے ہین
کاکل کے پیچ مین تو کسیکا نہ آئے دل

ہم کس سے حال دل شب تنہائی مین کہین
ہمدرد ہو تو اوس سے کہین ماجرائے دل

ہوتا ہی ضبط کر نہین اک بیگنہ کا خون
اب ہم وہی کرینگے جو کچھ ہو رضائے دل

آواز میری سنکے جو پوچھا تو غیر سے
کہتا ہی کون دردرسیدہ کہ ہائے دل

دل جسکا تڑپے ماہیِ بے آب کیطرح
بیتاب ہو کے کیون نکہے ہائے ہائے دل

دل اونکا چھین کے بھی نہ بیدل کہو اونھین
رکھتے ہین داغِ عشق کو عاشق بجاے دل

سینہ سپر کرون نگہون سے اُف تلک
چھریان لگا گئے وہ جو ہم آزماے دل

مٹی دی یار نے کفِ نگین سے وقتِ دفن
بعد از فنا یہ ہمکو ملا خونبہاے دل

اوس دلربا کی بزم مین آئے تو ہین مگر
آفت کا سامنا ہے خدا ہی بچاے دل

ردیف میم

کرین وعدہ کہائین وفا کی قسم
یہ عیار ہین بت خدا کی قسم

نکالو بگڑ کر وفا کی قسم
چلے آؤ تمکو خدا کی قسم

نہ جھوٹی نہ ہو یہ ریا کی قسم
تمھین چاہتے ہین خدا کی قسم

جہان چاہو تم آزما لو ہمین
وفادار ہین ہم وفا کی قسم

ادھر بھی ذرا اک نظر دیکھ لو
تمھین اپنی شرم و حیا کی قسم

خدائی مین تجھسا نہین نازنین
مجھے تیرے ناز و ادا کی قسم

کوئی ظلمِ ظالم نہ باقی رہے
تجھے اپنے جور و جفا کی قسم

ہمارا بھی دمساز ہو اے مسیح
تجھے اپنے دستِ شفا کی قسم

مزا عشق کے درد مین وہ ملا
ہمیشہ کو کھا لی دوا کی قسم

سرِ طور جلوہ اوسی کا تھا
اوسی رخ کے نور و ضیا کی قسم

علاجِ جنون کا تو کچھ قصد تھا
مسیحا نے دیدی دوا کی قسم

یہین پے ڈھونڈھے اونکے نہ باز آونگا
اونھین کے مجھے نقشِ پا کی قسم

سُنیگا وہ کاہیکو بندے کی بات
نہین مانتا جو خدا کی قسم

تمھین نے چورایا ہی بس دل مرا
تمھارے ہی دزدِ حنا کی قسم

مین آلِ عبا کا ہون عاشق ہزبر
مجھے اپنے مشکلکشا کی قسم

ردیف نون

آبرو ہوتی ونکی اشک اگر رکھتے ہین
رونقِ لالہ و گل داغ جگر رکھتے ہین

تیغِ ابرو کے لیے سینہ سپر رکھتے ہین
ہم وہ دل رکھتے ہین قاتل وہ جگر رکھتے ہین

نزع کیوقت جو آجاے مسیحا تو کہون
یونہین بیمارِ محبت کی خبر رکھتے ہین

رکھتے ہین ایک نشانی مرے داغ دلکی
یعنی قرآن مین طاؤس کا پر رکھتے ہین

شاید آجاے ہمارا بت مے نوش ادھر
مے گلرنگ کو ہم جام مین بھر رکھتے ہین

وعدہ وصل بھلا دین تو قیامت ہوجاے
وہ مرے نالہ شبگیر اثر رکھتے ہین

ہمسے اوکتائین نہ مہمان سراے فانی
آج ہم آئے ہین کل عزم سفر رکھتے ہین

کیا چمن مین یہ اسیران قفس جائینگے
نہ انھین طاقت بازو ہی نہ پر رکھتے ہین

اونکا ہوتا ہی گذر یار کے پروانون تک
شمع کیطرح ہتھیلی پہ جو سر رکھتے ہین

ختم ہی چاہنے والونپہ ترے جانبازی
دل ہی رکھتے ہین نہ عاشق نہ جگر رکھتے ہین

حکم بھی ہوگا رہائی کا تو جائینگے کہان
نہ ٹھکانا کہین اپنا ہی نہ گھر رکھتے ہین

وہ تو خود پاتے ہین بدمِ رخصت مجھکو
ہاتھ سینے پہ جو ہنگام سحر رکھتے ہین

دیکھین کسطرح رہ منزل جانان طی ہو
پاس توشہ ہی نہ ہم زاد سفر رکھتے ہین

حشر کی چوٹ کوئی ہمپہ نہین پڑنیکی
ہم بھی ایسی تری رحمت کی سپر رکھتے ہین

ابر اگر اشک فشانی کو ہی موجود ہنر
ہم بھی رونے کے لیے دیدہ تر رکھتے ہین

خاکِ پاے سیمبر ملتی نہین — یہ دواے دردِ سر ملتی نہین

ابتو یہ عالم ہی میرے ضعف کا — نبض بھی دو دو پہر ملتی نہین

رہ گئی لیلی نجد مین مجنونکو خاک — قبر ٹکرانے کو سر ملتی نہین

کیا جوانی سے کرے پیری تپاک — شام سے ہرگز سحر ملتی نہین

اے خدا کیسی عدم کی راہ ہی — اِک مسافر کی خبر ملتی نہین

کیا نسیمِ صبح نے مژدہ دیا — آج بلبل کی نظر ملتی نہین

دولتِ دیدار کا سائل نہو — یہ کسیکو اے بشر ملتی نہین

ایک سیدھی سی کہی تھی مینے بات — ترچھے بیٹھے ہین نظر ملتی نہین

جسکا بندہ ہون وہ کل دیگا مجھے — آج چپ کی داد اگر ملتی نہین

عبد اور معبود مین خلوت رہی — کیا تھا شور اکچھ خبر ملتی نہین

کیا کڑی چوٹین ہین تیغِ عشق کی — دل بچانے کو سپر ملتی نہین

جو لگائی ہی خدا نے عرش پر — وہ تو تصویرِ بشر ملتی نہین

کرتا عنقا کی رگِ جان کو خجل — کیا کرون اونکی کمر ملتی نہین

کیا چمک پائی ہی سلکِ اشک سے — آبداریِ گہر ملتی نہین
شربتِ دیدار کی حسرت نکر — داروے دردِ جگر ملتی نہین

کل تلک تیور تھے سیدھے ای ہنر
آج کیون اونکی نظر ملتی نہین

کیا کہین ہجر مین کیا کرتے ہین — پہرون خاموش رہا کرتے ہین
اس اداسے وہ ادا کرتے ہین — جان تک لوگ فدا کرتے ہین
شبِ فرقت مین سحر ہونیسے — ہمتو مایوس رہا کرتے ہین
ای پریرو ترے وارفتہ کو — لوگ سودائی کہا کرتے ہین
دیتے ہین شربتِ دیدار اونہین — جن مریضونکی دوا کرتے ہین
مرغِ جان کو قفسِ جسم سے ہم — تیرے صدقے مین رہا کرتے ہین
پھر چلے یار کے گھر حضرتِ دل — دیکھیے آپ یہ کیا کرتے ہین
بولے یون سنکے وہ یوسف کو حسین — کیا خبر ہونگے سنا کرتے ہین
اوٹھے وہ کہکے یہ ہنگامِ خرام — آج ہم حشر بپا کرتے ہین

ہمسے کیا حضرتِ یوسف کی مثال
جھوٹ سچ لوگ کہا کرتے ہین

ساأت پر دو نہین چھپے ہین لیکن
میری آنکھون مین پھرا کرتے ہین

شمعِ رخ پر ترے ای شعلۂ حسن
ہم تو پروانہ رہا کرتے ہین

ساقیا تیری عنایت سے مدام
مئِ گلرنگ پیا کرتے ہین

ق

کہیو یہ حال ہمارا قاصد
پوچھین گر رات کو کیا کرتے ہین

آنکھ سے تو نہین دیکھا لیکن
روز یہ سب سے سنا کرتے ہین

رنجِ تنہائی مین تا صبح مدام
شب کو بیتاب رہا کرتے ہین

عشق کے جوش مین ہر وقت نہر بر
شعرِ شوقیہ کہا کرتے ہین

داستان تیری سنا کرتے ہین
راتدن وجد کیا کرتے ہین

صدمۂ ہجر سہا کرتے ہین
اشک آنکھون سے بہا کرتے ہین

چٹکی لیکر وہ کہا کرتے ہین
دردِ دل کی یہ دوا کرتے ہین

عشقِ صادق مین اثر ہوتا ہی
ہم ہمیشہ یہ سنا کرتے ہین

رنگ بدلا ہی زمانے نے عجب — آشنا ترکِ وفا کرتے ہین

جب وہ لٹکاتے ہین اپنے گیسو — قیدی دامِ بلا کرتے ہین

میرا دل توڑ کے پروا بھی نہین — اور اولٹا وہ گِلا کرتے ہین

صدمہ کسنے انھین پہونچایا ہی — پھول کیون چاک قبا کرتے ہین

ہم تصور کی بدولت اکثر — دوبدو اونسے رہا کرتے ہین

ہجر کی شب کا نہ پوچھو احوال — رات بھر آہ و بکا کرتے ہین

غمزدہ ہین یہ مرے غم مین صبا — باغبان تنکے چُنا کرتے ہین

دلمین وہ رہکے جو درد اوٹھتا ہی — دمبدم شکرِ خدا کرتے ہین

زانوے فکر پہ سر ہی ہر دن
ای ہنر آپ یہ کیا کرتے ہین

اظہارِ غم مشکل نہین قابو مین لیکن دل نہین
تڑپے نہ مچھلی کی طرح ایسا کوئی بسمل نہین
سو وار دل پر کرکے بھی تو شادمان قاتل نہین

یعنی تپان ماہی صفت کیون سامنے بسمل نہین

کہتا ہون مضطر ہوکے جب اب ضبط کا یارا نہین

وہ ہنسکے مجھ سے کہتے ہین تو عشق مین کامل نہین

پھرتا ہی کیا چارون طرف کر غور جاتا ہی کہان

کچھ یاد ای غافل تجھے کیا گور کی منزل نہین

کیا بات گھبرانے کی ہی تم سن تو لو کہتا ہون کیا

ٹھہرو ذرا برہم نہو مین وصل کا سائل نہین

مرنے کو مر جائین ابھی لیکن گناہون کا ہی ڈر

مشکل بس آمرزش کی ہی مرنا تو کچھ مشکل نہین

کہدو کوئی اوس ترک سے مین پھر رہا ہون سر بکف

شوق شہادت ہی مجھے کوئی مرا قاتل نہین

برسات ہی برسات ہی ہر میکدہ آباد ہی

وہ کون سی جا ہی جہان رحمت تری نازل نہین

مہندی کی فرمایش ہی کب جب خشک خونِ دل ہوا
کیا مین اونھین بھیجون حنا دل کا لہو شامل نہین

سب تو اوسیکی کہتے ہین میری نہین سُنتا کوئی
فریاد مین کس سے کرون اے دل کوئی عادل نہین

آئے یہان جسکے لیے دیکھا نہ اوسکو پھر چلے
بزمِ جہان ہین کیا کرین وہ رونقِ محفل نہین

جسکو نہین سودا ترا جسمین نہین الفت تری
مٹی ہی وہ پتھر ہی وہ وہ سر نہین وہ دل نہین

پتھر پسیجا ہی کہین شدت سے ہی وہ سنگدل
ناحق دیا دل کو ہنر پر اوس سے کچھ حاصل نہین

دوڑا مین شکوہ گھر سے نکلکر کہان کہان
دل ڈھونڈھتا پھرا تجھے دلبر کہان کہان

دکھلایا جلوہ رخ انور کہان کہان
کی سیر آج آپنے دن بھر کہان کہان

ٹکرایا کوہسار پہ ہی سر کہان کہان
ہین لعل میرے خون سے پتھر کہان کہان

شب کو پھرا تو ای مہِ انور کہان کہان
مجکو رہے تلاش مین جگر کہان کہان

چمکی ہی اوسکی تیغِ دو پیکر کہان کہان
ای دل کھلے ہین یار کے جوہر کہان کہان

دل آپسے ہی لونگا ہزار آپ ٹالیے
کیا آپ چھوٹ جائینگے کہکر کہان کہان

افلاک و عرش زیرِ قدم سرنگون ہوے
اعزاز بخش آئے پیمبر کہان کہان

غیرونمین دوستونمین حسینونمین آجکل
کھلتے ہین اپنے شوق کے دفتر کہان کہان

روئے کیسکی یاد مین دریا پہ نہر پر
ہمنے لٹائے اشک کے گوہر کہان کہان

پایا نہ تیرے غیرتِ بلقیس کا مکان
تاوڑے کر آیا جا کے کبوتر کہان کہان

رویا ہون جابجا تری آنکھونکی چاہ مین
اشکونکا موجزن ہی سمندر کہان کہان

بیدردیان تری مژۂ یار کیا کہون
نشتر لگائے ہین مرے دلپر کہان کہان

روئینگے ہم جگر پہ دلِ بیقرار پر
دیکھین لگائے جاتے ہو خنجر کہان کہان

دلمین جگر مین سینے مین پہلو مین دیکھنا
قاتل نے میرے مارا ہی خنجر کہان کہان

جو رنگ دل اودھر ہی جگر دو نیم
دیکھا کھلے ہین تیغ کے جوہر کہان کہان

لیلی وشونکے سودے مین مانند قیس کے
چھانی ہی ہمنے خاک برابر کہان کہان

نکلا مین کیے جا خاک اوڑاتا جو سوے نجد
محجون نے دی صدا کہ برادر کہان کہان
کہسار کیطرف جو گیا سر پٹکنے کو
فرہاد نے کہا مرے افسر کہان کہان

باغِ جہان مین فضلِ الٰہی سے اے نہر
پھولا پھلا ہے گلشنِ اختر کہان کہان

دلِ بیتاب آ گیا بل مین
جا پھنسا گیسوے مسلسل مین
خوش کوئی شال کوئی مخمل مین
ہین گدا مست اپنے کمبل مین
یون ہے رخ پر نقاب کا عالم
چاند جیسے چھپا ہو بادل مین
قیس کی سر بسر تھی نادانی
ہو کے مجنون گیا ہے جنگل مین
تلخ ہے کسقدر کلامِ رقیب
تلخی ہوتی نہین یہ حنظل مین
کسقدر ہے شبِ فراق سیاہ
یہ سیاہی نہین ہے کاجل مین
تیرے دانتون نے جو ضیا پائی
وہ کہان گوہرِ مکلل مین
تو ہے یکتا کہان ترا ثانی
اور اگر ہے تو چشمِ احول مین

کیون نہ اوس سے لگائین دل کو نہر
وہی آخر مین وہی اول مین

مین تو شیدائی روے دلبر ہون
مضطرب ہجر مین نہ کیونکر ہون

سامنا ہو چکا ہی آفت کا
ہجر کا نام سنکے مضطر ہون

مجھ سے جھکتے ہین عاشقان جہان
آج عشّاق کا مین افسر ہون

آینہ مینے اوسکو دکھلایا
بخت کا اپنے مین سکندر ہون

آبرو حق نے مجکو یہہ بخشی
بحر شاہی کا مین بھی گوہر ہون

مہر اختر سے ہی فروغ مجھے
ورنہ ذرّے سے بھی مین کمتر ہون

وصل مین ہی فراق کا دھڑکا
کیا کہون خوش ہون نہین کہ مضطر ہون

بوسہ لینے کی جو سزا ہو مجھے
مین گنہگار تو مقرّر ہون

بعد مدّت ہوا ہی وصل نصیب
کیون نہ جامے سے اپنے باہر ہون

کیون کھٹکتا ہون چشم حاسد مین
نیش ہون خار ہون کہ نشتر ہون

کم نہین مجکو یہ فروغ ہنر
یعنی مین نور چشم اختر ہون

ردیف واو

ای ہمصفیرو مژدۂ فصلِ بہار دو
دن آگئے خوشی کے چمن مین پکار دو

پیکان ہی جگر مین تو سوفار دل مین ہی
اک تیر مین گرائے ہین تمنے شکار دو

دیوانے ہمسے قید جو ہونگے تو اسطرح
زنجیر کے عوض انھین پہولونکے ہار دو

یوسف خود آئین شاہا نہ بلانے کیواسطے
میّت ہماری تم جو لحد مین اوتار دو

بسمل کو نیمجان جو نہ چھوڑو تو خوب ہی
جاتے ہو ایک تیر اسے اور مار دو

جس جسطرح سے چاہین کرین پیار ہمکو ہم
اتنا شبِ وصال مین آج اختیار دو

سینے پہ دہرے جو ہونگا انکے ابھار دو
پیدا ہوئے ہین سروِ روان مین انار دو

شیرِ خدا نے کی وہ سخا جہان مین
حکمِ خدا ہوا کہ انھین ذوالفقار دو

عاشق ہین بوتراب کا ہون منکر و نکیر
ٹھہرو ابھی زمین کو نہ حکمِ فشار دو

ناخوش ہو خفا ہو کرو بدزبانیان
آئینگے تمکو دیکھنے گالی ہزار دو

کردو شہیدِ ناز کی تربت کو گرد برد
مہمیز اپنے رخش کو ای شہسوار دو

ہونے لگی اذانِ سحر ساقیو اوٹھو
کچھ مے بچی ہوئی ہی پئے دفعِ خمار دو

دم توڑتے ہین جان بچالو ہجر کی
لپٹو گلے سے بوسۂ لب ای نگار دو

آنکھوں میں پھر رہا ہی جو سامانِ لکھنؤ
تھا رشکِ باغ کوچۂ ویرانِ لکھنؤ
رشکِ نعیم کہتے تھے کل تک جسے ملک
سودائی اوسکو دیکھکے ہوتا تھا آدمی
پروا نہیں ہمیں جو زمانہ سیاہ ہو
آئی نظر گدا بھی وہانکے دوشالہ پوش
ہر مور کو بھی اوجِ سلیمان نصیب تھا
رکھتے عزیز سلطنتِ مصر سے سوا
حورین بھی ٹاٹ بچھا کے عزو بنتی تھین
رنگین پُر فریب تھی ہر ایک کی زبان
یارب عروجِ اخترِ اوجِ شہی سے پھر
سلطانِ نامور کو ملے پھر نگینِ ملک
تقدیر مین لکھا ہی تو اک روز آ ہی پھر

حسرت یہ کہہ رہی ہی کہ قربانِ لکھنؤ
گلزار تھا ہر ایک بیابانِ لکھنؤ
اُجڑا پڑا ہی آج وہ بُستانِ لکھنؤ
بازار چوک تھا جو پرستانِ لکھنؤ
کافی ہی نورِ شمعِ شبستانِ لکھنؤ
رکھتا تھا کیا بہار زمستانِ لکھنؤ
تھے جمِ حشم تمام گدایانِ لکھنؤ
یوسف جو دیکھتے کبھی زندانِ لکھنؤ
اہ جلّ شانہ سر و سامانِ لکھنؤ
سحبان تھا ایک ایک زباندانِ لکھنؤ
روشن ہو مثلِ روز شبستانِ لکھنؤ
پھر حکمران ہو جا کے سلیمانِ لکھنؤ
دیکھینگے چلکے پھر وہی سامانِ لکھنؤ

ردیف ہائے ہوز

ہی ضیائے رخ سے رشکِ مہرِ خاور آینہ
عکسِ دندان سے ہوا ہی کانِ گوہر آینہ

دیکھنا مد نظر ہو آپ کو گر آینہ
نذر دینے کے لیے لائے سکندر آینہ

شوقِ آرائش ہوا ہی اوس پری کو اسقدر
ہاتھ سے چھٹتا نہین ہی اب تو دم بھر آینہ

کیون ہو یہ حیرت زدہ ہی کسکی صورت کی تلاش
دوڑتا پھرتا ہی کیون ہر سو لیے گھر گھر آینہ

ہم فقیرونکو فقط ہی عشق صورت سے تری
محوِ خود بینی رہین دیکھین تونگر آینہ

جھانکتے کے در وا سے کوئی حسین یہ دیکھلے
اک لگا رہتا ہی مسند کے برابر آینہ

جلوہ گر جسدم ہوا اسمین خیالِ روے یار
ہو گیا فوراً مرا قلبِ مکدر آینہ

کوئی دم خود بینی سے فرصت تمھین ملتا نہیں
ٹوٹ جائے یا خدا ہاتھون سے چھٹ کر آینہ

روے انور تکے سو اوٹھکر ہی اسمین دیکھتا
ہی ہتھیلی اوس پری رو کی مقرر آینہ

کسب کرتا ہی ضیا ہر آینہ سیماب سے
قلبِ مضطر خود ہوا سیماب بنکر آینہ

کیا مقابل آپکے آئینگے یوسف خیر ہی
منہ تو اپنا پہلے دیکھین وہ اوٹھا کر آینہ

کرتے ہین بارہ دریمین اس ادا سے وہ سنگار
سکتے کے عالم مین ہی حیران و ششدر آینہ

گرد پھرتا دمبدم وہ خود تری تصویر کے | پانون گر ہوتے تو کرتا لاکھہ چکر آئینہ

صاف وہ مہرِ درخشان ہی یہ شیشہ ای ہنر بر
اوسکے چہرے سے مقابل ہوگا کیونکر آئینہ

چراغِ حسن کا اوسکے ہوا ہون پروانہ | کہ جس پری کا زمانہ ہوا ہی دیوانہ
نہ مجھسا ہوش ربا ہی نہ مجھسا دیوانہ | بیانِ لیلی و مجنون ہی صرف افسانہ
ہمارا سوگ اوتارو بس اب سنگار کرو | بدن مین عطرِ ملو زلف مین کرو شانہ
یقین ہی دل ترا ای شمعرو پگھل جائے | ہمارے سوزِ درون کا سنے جو افسانہ
پلادے ساقی گلرنگ کیتکی کی شراب | رہے جہان مین گلزار تیرا میخانہ
خدا کے فضل سے اک جمگھٹا ہی پریونکا | بنا ہی آج پرستان ہمارا کاشانہ
ہمارے دلکو کیا ضبط ای شہ خوبی | ہوا ہی کونسی تقصیر پر یہ جرمانہ
یہ رمز کیا ہی وہی اس سے خوب واقف ہی | بڑھایا عبد سے معبود نے جو یارانہ
کبھی جو وحی کا چرچا جہانمین ہوتا ہی | تو عاشق اوسکو سمجھتے ہین تیرا افسانہ
کیا ہی نجد دورنگی نے تیرے گلشن کو | جہانپہ باغ کھلا تھا وہان ہی ویرانہ

تمھارے دھیان مین رہتا ہون رات دن خاموش
نہ خود غلط ہون نہ مدہوش ہون نہ دیوانہ

ہی بسکہ ذوقِ شرابِ طہور رکھتا ہون
ہوائے ساقیِ کوثر مین شعر مستانہ

کبھی جو شمع کے سوزِ درون کا ذکر ہوا
تو کہتے ہین نکہو عاشقون کا افسانہ

بہار آئی ہی گلزار مین دولھن بنکے
مہک رہی ہی عجب نکہتِ عروسانہ

پری سی شکل کے وہ داغ ہین سہیم امین
کہ ہو گیا دلِ پر داغ بھی پریخانہ

ہزار طرح سے حورون نے ہمکو بہلایا
جنان مین ڈھونڈھتے نکلے جو بزمِ جانانہ

سمجھکے وصل کی شب کو ظفر نے شبِ قدر
تمام رات پڑھی ہی نمازِ شکرانہ

ردیف یا

زبان پر مرے مرتے یار کا افسانہ رہتا ہی
جو عاشق ہی وہ وقتِ نزع بھی دیوانہ رہتا ہی

نہ بیتابی نہ باقی نازِ معشوقانہ رہتا ہی
جہان مین عاشق و معشوق کا افسانہ رہتا ہی

شرابین ڈھلتی ہین ہردم پریرو جمع ہین ساقی
عجب گلزار روز و شب ترا میخانہ رہتا ہی

قیامت عشق کی لَو ہی بجھانے سے نہین بجھتی
کہ دل اوس شمع رو پر جلکے بھی پروانہ رہتا ہی

نہین معلوم ہی ملک عدم کو بددعا کسکی
ہزارون بستیان بستی ہین پر ویرانہ رہتا ہی

پریشانی دلِ صدچاک پر کیا کیا گذرتی ہی
وہان اوجھا ہوا زلفون مین جب تک شانہ رہتا ہی

دل اپنا خوش وہ کرلیتے ہین خودبینی سے خلوت مین
نکھرنے کے لیے آئینے سے یارانہ رہتا ہی

بپا ہی رات دن ہنگامۂ محشر جدھر دیکھو
قیامت گاہ اے دل کوچۂ جانانہ رہتا ہی

گریبان پھٹتے ہین غنچون کے بلبل تنکے چنتی ہین

ہمیشہ موسمِ گُل مین یہی افسانہ رہتا ہی

محبّت کے بہانے سے لگاوٹ لاکھہ پیدا کی

دلِ ناآشنا تیرا مگر بیگانہ رہتا ہی

نکر جوشِ محبّت مین نصیحت باز آنے کی

کہین قابو مین ای ناصح دلِ دیوانہ رہتا ہی

وہ ہر شب جلوہ افروز آکے ہوتے ہین بحمد اللہ

چراغِ حُسن سے روشن مرا کاشانہ رہتا ہی

ارادہ ہی کرون اوس رشکِ یوسف کی خریداری

ہمیشہ نقدِ دل کا ہاتھہ مین بیعانہ رہتا ہی

یہ شوقِ دید ہی آنکھون کو اِک طفلِ برہمن کا

حرم مین دیدۂ دل جانبِ بتخانہ رہتا ہی

یہ کیفیت ہی شوقِ میکشی مین ای ہنر برہنی

بغل مین شیشۂ می ہاتھہ مین پیمانہ رہتا ہی

دیکھی ہی کیفیت شرفِ آفتاب کی
یوسف ملین تو پوچھیے تعبیر خواب کی

پڑتی ہی چھوٹ کسکے رخِ لاجواب کی
ہی روشنی جو دلمین مرے آفتاب کی

بلبل ہو روح گر چمنِ بوتراب کی
پروانہ حشر کی ہو نہ روزِ حساب کی

برہم وہ ہوکے اوٹھ تو گئے میرے پاس سے
ثابت ہوئی نہ وجہ مگر کچھ عتاب کی

صورت کا آپکی جو بندھا قبر مین خیال
کچھ بھی خبر رہی نہ عذاب و ثواب کی

ادنی کی قدر کچھ نہین اعلے کے سامنے
دریا کے آگے کیا ہی حقیقت حباب کی

اوس بیوفا کو لکھکے تو بھیجا ہی خطِ شوق
لیکن مجھے امید نہین کچھ جواب کی

ٹھکرا کے میری قبر کو بولا وہ بیوفا
تربت یہان ہی کو نسے خانہ خراب کی

اوس ماہ وش کی یاد مین ہر روز آجکل
رلوا رہی ہی اشک فشانی سحاب کی

پاتا جو مین کبھی ورقِ آفتاب کو
تصویر کھینچتا ترے جوشِ شباب کی

گردن جو میری کاٹکے روتی نہ یہ لہو
بڑھتی نہ آبرو تری تیغِ خوش آب کی

دونون جہان مین ہمکو نہ رکھا کہین کا بھی
مٹی ہماری عشق نے ایسی خراب کی

نزدیک ہی خزان کا زمانہ بھی اے گلو
یاد آئینگی حکایتین حسنِ شباب کی

تیرے پسینے سے جو ہوا ہی مقابلہ | خوشبو گلاب سے ہی کشیدہ گلاب کی

اکسیر و کیمیا سے زیادہ ہی اسی ہنر پر
آئے جو ہاتھ خاک در بوتراب کی

یہ اسی سوز محبت آہ مین پیدا اثر کر دے
کہ میرے درد دل کی میرے عیسےٰ کو خبر کر دے
وہ دونون ہاتھ مین دو جام مے ہمکو جو بھر کر دے
تو فکر دو جہان سے ایکدم مین بیخبر کر دے
غضب ہی فصل گل مین دیکھنا تجکو شکستہ پر
خدا پھر لائق پرواز بلبل تیرے پر کر دے
کن انکھیون سے اگر وہ دیکھلے انبوہ محشر کو
قیامت پر قیامت یار کی ترچھی نظر کر دے
فغان مجنون کی سن سن کر دعا کرتی تھی یہ لیلےٰ
بس اب کم یا الٰہی قیس کا درد جگر کر دے

ہماری فصد کھُلتے ہی کہا فصّاد سے اُئے سنے
نہین دَم اسمین باقی بند اب خونِ جگر کر دے
جہان سے کوچ ہے بندہ ہون تیرا رحم کر مجھپر
مہیّا کچھہ تو میرے واسطے زادِ سفر کر دے
قدم رنجہ نہ گلگشتِ چمن مین صبحدم کیجے
کہین پیدا نہ شورِ عندلیبان دردِ سر کر دے
وہ ہین چورنگ پر مائل کدھر ہے اے دلِ مضطر
اسی پر روک تلوارین یہ کلیجے کو سپر کر دے
یہی بیقدر آنسو جو بہا کرتے ہین فرقت مین
اگر وہ ہنسکے دیکھے بے بہا انکو گُہر کر دے
بھروسا کچھہ نہین دنیا مین دَم کی آمد و شد کا
یہ چند انفاس اے دل یادِ خالق مین بسر کر دے
اسے ہے اختیار ایسا خدا کے کارخانے مین

اگر چاہے تو اسرار خدا ظاہر بشر کردے
نہ تھا اتنا بھی اوس صحراے وحشت ناک مین کوئی
کہ مجنون نجد مین آئے تو بے لیلے کو خبر کردے
جو چمکایا ہی داغِ دل کو میرے فضل سے یارب
عروج اسکا بڑھا ایسا ستارے سے قمر کردے
زبانی لوگ مرتے ہین ہنر پر اوس تیغِ ابرو پر
ہماری طرح جب جانین کوئی سینہ سپر کردے
کسقدر تیغِ عشق کی بھی چوٹ سخت ہی
دل جس سے پاش پاش جگر لخت لخت ہی
دل ہی نہین ہر شاخِ تمنا ہری ہوگیا
جڑ جسکی کاٹ ڈالی ہی یہ وہ درخت ہی
اوسکی گلی مین خاک نشینی ہی سلطنت
دیہیم کی ہوس نہ تمناے تخت ہی

امیدِ وصل ہو تو ہی یہ بھی ہمین قبول
صبر و شکیب ہمنے یہ مانا کہ سخت ہی

اربابِ مایہ کا ہی تواضع سے وزن قدر
جھکتی ہی باردار جو شاخِ درخت ہی

پھولا پھلا نہالِ تمنّا نہ عمر بھر
باغِ جہان مین مجسا کوئی سبز بخت ہی

برسون کے بعد مجکو ہوا ہی یہ دن نصیب
پہلو مین جو وہ سوئے ہین بیدار بخت ہی

مضمون عیان شکستہ دلی کا یہین سے ہی
ہر شعر تیرے خستہ جگر کا دو لخت ہی

یہ عشق بد بلا ہی حقیقت مین ای ہنر
شیرون کا بھی کلیجہ اسی سے دو لخت ہی

دیکھیے ہجر مین حالت مری کیا ہوتی ہی
روح ذکرِ شبِ ہجران سے فنا ہوتی ہی

چال ان فتنہ خراموں کی بلا ہوتی ہے
اِک قیامت دمِ رفتار بپا ہوتی ہے

کش مکش میں پڑی ہے ترے بیمار کی روح
نہ قضا آتی ہے اسکو نہ شفا ہوتی ہے

تم تو اے حضرتِ دل کوچۂ جاناں میں چلو
ہم بھی آتے ہیں جو تائیدِ خدا ہوتی ہے

دل دھڑکتا ہے ابھی سے کہ شبِ وصل چلی
دیکھیے صبح کو حالت مری کیا ہوتی ہے

عہدِ پیری ہے بھرا کرتے ہیں ٹھنڈی سانسیں
سچ ہے ہنگامِ سحر سرد ہوا ہوتی ہے

ڈھونڈھنے والے تمھارے تمھیں پاتے ہیں کہاں
تم جہاں ملتے ہو وہ کونسی جا ہوتی ہے

کیا عجب ہے تجھے دیکھیں کیے تصور سے ترے
نور کی آئینۂ دل پہ جلا ہوتی ہے

کوئی بچتا بھی ہے بیمار تری الفت کا
یہ بتا دے کہ کسیکو بھی شفا ہوتی ہے

جان پر کھیل کے لکھا ہے یہ خط میں انکو
ہم بھی آتے ہیں جو تقدیر رسا ہوتی ہے

دیکھیے کب ترے عاشق کی بر آتی ہے مراد
کب گنہگار کی مقبول دعا ہوتی ہے

دل پکڑ لیتے ہیں کہتے ہیں بلا لو انکو
گو تنزد انکے ہماری جو صدا ہوتی ہے

روضۂ حضرتِ شبیرؑ پہ چلتے ہیں ہجر
اب نہیں دیر ہے تائیدِ خدا ہوتی ہے

ای یار دلآزاریِ مہمان نہین کرتے
اک دو قدم رنجہ مریجان نہین کرتے
جب کہتا ہون دکھلاکے رخ احسان نہین کرتے
ای رشکِ چمن سیرِ گلستان نہین کرتے
وہ لطف دکھایا ہی تری بزم نے ہمکو
لو اشک بھی آج آتشِ ہجران سے ہوئے خشک
ہان جانتے ہین ہم تجھے ای غیرتِ یوسفؑ
آئینہ جو ہو حسن کی خودبینی کا ای یار
پریونکو تم ای رشکِ پری لاگے کبھی تھا
یوسفؑ کی جو افتاد کا احوال سنا ہی
صحرا کو بھی یہ پاس ہی دیوانے کا تیرے
دل دشمنِ جانی کو دیا دوست سمجھکر
اک تم ہو جو ہین تیر لگاکے بھی نہ پوچھا

مشتاق جو آئے تو پریشان نہین کرتے
عشرتکدہ یہ کلبۂ احزان نہین کرتے
منہ پھیر کے کہتے ہین کہ ہان ہان نہین کرتے
نرگس کو خجل گل کو پشیمان نہین کرتے
بھولے سے بھی اب سیرِ گلستان نہین کرتے
طوفان بپا دیدۂ گریان نہین کرتے
یہ حال عزیزون سے بھی پنہان نہین کرتے
خوش رکھتے ہین اوس دلکو تو حیران نہین کرتے
ویرانۂ عاشق کو پرستان نہین کرتے
رخ ہم طرفِ چاہِ زنخدان نہین کرتے
زخمی کفِ پا خارِ مغیلان نہین کرتے
وہ کام کیا ہمنے جو حیوان نہین کرتے
اک ہم ہین جدا زخم سے پیکان نہین کرتے

ای رشک پری ہاتھ حنا زیکو لگا کے
تابوت مرا تخت سلیمان نہین کرتے

اس حسن سے ہنستے ہین گلستان مین وہ جا کے
پھر ناز تبسم گل خندان نہین کرتے

ہمسا بھی سخی کوئی زمانے مین نہو گا
دل دیتے ہین اور آپ پہ احسان نہین کرتے

گر شاہ خراسان سے ہنر برآ نیکو ہی عشق
کیا دیر ہی کیون عزم خراسان نہین کرتے

دم بھر تو آ کے حالت بیمار دیکھیے
اک سانس مین غش آتا ہی کی بار دیکھیے

یوسف کو آنکھ اوٹھا کے نہ زنہار دیکھیے
بس دیکھیے تو یار کا دیدار دیکھیے

ہونیکو ہی اشارہ ابرو سے کشت و خون
کس کس پہ آج چلتی ہی تلوار دیکھیے

سرمہ کرین وہ دلکو کہ پیسین حنا کے ساتھ
تقدیر جو دکھائے وہ ناچار دیکھیے

حاضر ہون دلکو میرے چھری سے کرید کے
اچھی طرح سے زخم مین سوفار دیکھیے

کیونکر لگا لگا کے کلیجے سے تمکو یار
صورت تمھاری کرکے تمھین یار دیکھیے

شفا کسی تن کے نہ لمین سمائی ہی
کشتون کے پشتے لاشون کے انبار دیکھیے

گاہک ہماری جان کے ہین آپ تو مگر
اسپر ہم آپکے ہین خریدار دیکھیے

کعبے مین دلکے دخل بتِ شعلہ رو کا ہی | یہ جا کے نور دیکھیے اور نار دیکھیے
مینا پہ چہچہے کبھی محفل مین قہقہے | کس وجد مین ہین عشق کے سرشار دیکھیے
قیمت نہ اسکی آپ سے دیجائے گی کبھی | عاشق کے دلکو آپ نہ ہر بار دیکھیے
کاٹیگی بیگناہ یہ کسکس کی گردنین | کیا کرتی ہی یہ آپ کی تلوار دیکھیے

چرخِ نہم سے بھی نظر آئے تو ای ہنرؔ
وان جاکے قصرِ یار کی دیوار دیکھیے

بھولے سے بھی نہ جانبِ گلزار دیکھیے | ہر وقت تیرے پھول سے رخسار دیکھیے
کرتا ہی کیا چلن ترا ای یار دیکھیے | پامال کرتی ہی کسے رفتار دیکھیے
اب لین ہی کہ پرچۂ اخبار دیکھیے | لکھی جو ہو تو کچھ خبرِ یار دیکھیے
اچھی نہین یہ کاوشِ بیکار دیکھیے | گالی نہ ہمکو دیجیے ہر بار دیکھیے
بس تجھکو جاکے طور پہ ای یار دیکھیے | بیٹھے ہوے الگ ترا دیدار دیکھیے
لیتا ہون دل یہ آپ کی تلوار دیکھیے | اپنی جفائین اور مرا پیار دیکھیے
جلوہ دکھاکے آپ جو اکبار دیکھیے | عالم کو حشر تک بھی نہ ہشیار دیکھیے

لیتا ہی جانِ عشق کا آزار دیکھیے
دم توڑتا ہی آپ کا بیمار دیکھیے

سمجھا چکے ہین آپکو سو بار دیکھیے
کیجے نہ بات بات مین تکرار دیکھیے

باغِ بہشت کو بھی نہ زنہار دیکھیے
جبتک ہی آنکھ انجمنِ یار دیکھیے

حسرت ہی تجکو خواب مین ای یار دیکھیے
سوتے ہوے نصیب کو بیدار دیکھیے

لیکر غزل ہنر ہر کی ای یار دیکھیے
کیا کیا ہی نظم حالِ دلِ زار دیکھیے

اس نصیحت نے مجھے اور ستا رکھا ہی
سر مرا ناصحِ مشفق نے پھرا رکھا ہی

لطف ہی نصف ملاقات کا حاصل اس سے
خط کو اونکے جو کلیجے سے لگا رکھا ہی

ای گلو تمنے تو اتنا نہ ہنسایا تھا کبھی
جسکے بدلے مجھے اس درجہ رلا رکھا ہی

آئی ہی نکہتِ گل لیکے صبا کیا صیاد
شورِ بلبل نے قفس مین جو مچا رکھا ہی

کیون پرستان مین نہ افسانہ ہو وحشت میری
کس پریزاد نے دیوانہ بنا رکھا ہی

جلد اوس غیرتِ بلقیس کو تو پہنچا دے
نامہ لکھا ہوا ای بادِ صبا رکھا ہی

مین ترے وعظ و نصیحت کو نہین سننے کا
ناصحا سر مرا بیکار پھرا رکھا ہی

آہ کرلی ہی کہ مشتاق نہ صورت دیکھے
آئینہ سامنے منگوا کے لگا رکھا ہی

تو کہان ہی جو گلے تجکو لگاؤن اے گل
ہان ترا داغ کلیجے مین لگا رکھا ہی

مجکو بھی میرے مقدر کا دکھا دو فرمان
جانِ جان کون سے دفتر مین لکھا رکھا ہی

چار دنمین سب اوجڑ جائیگا گلزارِ جہان
باغِ عالم مین وہ گل تمنے کھلا رکھا ہی

مستعد جان ہی دینے کو ہون تنہائی مین
زہر کھانیکے لیے مینے منگا رکھا ہی

عشق کے تیغ سے ٹکڑے جگر و دل تو ہوے
جھوٹی قسمون کے لیے سر کو لگا رکھا ہی

دونون عالم ترے دیدار پہ غش کرتے ہین
اِسقدر ساری خدائی کو لبھا رکھا ہی

منہ دکھانیکے بھی لائق نہ رہے عالم مین
ایک محبوب نے وہ حال بنا رکھا ہی

واہ کیا تیری ہوا ڈھارسی ہی اے شوخ
رنگ سوسن کا گلستان مین اوڑا رکھا ہی

سامنے یار کے خود رفتہ نہو جا مضطر
دلِ بیتاب کو پہلے سے سکھا رکھا ہی

درد سر کی مرے دوا کیا ہی
خاکِ پا کے سوا بھلا کیا ہی

نہین کھلتا ہی ماجرا کیا ہی
دل دھڑکتا ہی کیون ہوا کیا ہی

کچھ نفس کا شمار باقی ہی — تیرے بیمار مین رہا کیا ہی

ابھی کم سن ہین وہ نہین واقف — ناز کیا چیز ہی ادا کیا ہی

دل کو کھو بیٹھے کہیے خوب ہوا — خیر اب اسکا جھینکنا کیا ہی

ای مسیحا بتا تو دے للہ — دردِ تنہائی کی دوا کیا ہی

نکلی جاتی ہی کیون یہ قالب سے — روح کو آج ہو گیا کیا ہی

کس گنہ پر ہلاک کرتے ہو — یہ تو کہہ دو مری خطا کیا ہی

دل دیا ہمنے تمنے صدمۂ جان — وہ خطا کیا تھی یہ سزا کیا ہی

جان لیتی ہی کیون شبِ فرقت — مینے اسکا گنہ کیا کیا ہی

زہر ایذاے ہجر مین کھا لین ہم — اور اس درد کی دوا کیا ہی

مینے چھیڑا تو کس ادا سے کہا — جان کی خیر ہی ہوا کیا ہی

جان لینی تھی لیچکے صاحب — جائیے اب یہان دھرا کیا ہی

محتسب گر نہین ہی شیشہ تو — یہ بغل مین تری چھپا کیا ہی

کیون ھنر برآہ و نالہ کرتے ہو — خیر تو ہی تمھین ہوا کیا ہی

جان لی پہلے تو وہ عالم دکھایا آپنے
پھر کیا تابوت پر رحمت کا سایا آپنے

عمر بھر پوچھا نہ کیون ہمکو بتایا آپنے
عشقبازوں مین کسے ہمثل پایا آپنے

غش پہ غش آنےلگے مجکو بھی موسیٰ کیطرح
اس اداؤ ناز سے جلوہ دکھایا آپنے

ہم ہی جانبازوں مین ٹھہرے ہر جگہ ثابت قدم
بارہا چھریان لگا کے آزمایا آپنے

دل لوٹ کر میرا دم بھر مین جو مجنون کر دیا
کون سے افسون سے دیوانہ بنایا آپنے

جانِ جان صورت کوئی میری مرزش کی تھی
قبر پر تلقین پڑھکر بخشوایا آپنے

پھر نہ چونکا یا کسی دن خفتگانِ خاک کو
ایک عالم کو یہان لا کے سُلایا آپنے

مجکو دردِ عشقبازی کی دوا تک بھی ندی
مردۂ صد سالہ کو اکثر جلایا آپنے

دھوپ مین نکلا ہو نہین جب آفتابِ حشر کی
کرلیا ہی دامنِ رحمت کا سایا آپنے

لو لگائی جسنے گُل اوسکی ہوئی شمعِ حیات
جو ہوا پروانہ دل اوسکا جلایا آپنے

یہ تو کہیے نکلے تھے جسوقت سیرِ حشر کو
کسکو ترسایا کسے جلوہ دکھایا آپنے

جسکا دل چھینا نصیب اوسکو کہان راحت ہوئی
پھر نہ چین آیا اوسے جسکو ستایا آپنے

ربط اک جان و دو قالب کا تھا ہمسے آپسے
کیون کیا ہو کر جدا اپنا پرایا آپنے

ہو گیا عقدِ ثریا چرخِ ہشتم پر خجل
چمکے افشاں شب کو جب چھپکا لگایا آپنے

آفتابِ رخ کی صفا سے تابِ نظارہ کسے
چار آنکھیں جسنے کین اوسکو رلایا آپنے

خوش ہوے دیکھا اثر آہِ قیامت خیز کا
کیوں دلِ مظلوم کو اتنا ستایا آپنے

جو کوئی جیسا کرے ویسا ہی ملتا ہی اوسے
دل نے مجکو دکھہ دیا دلکو ستایا آپنے

دل نہ آنا تھا نہ آیا ہاتھہ فکرین خوب کین
لاکھہ کچھہ چاہا مگر قابو نپایا آپنے

بھولکر اوسنے نہ پوچھا دردِ غم مین امیر پر
ہاے کس بیرحم سے دلکو لگایا آپ نے

جھوٹ سچ باتوں سے باز آؤ خدا کیواسطے
چپ رہو بس منہ نہ کھلواؤ خدا کیواسطے

منہ سے بولو بت نہ بنجاؤ خدا کیواسطے
معجزہ عیسے کا دکھلاؤ خدا کیواسطے

قلبِ عاشق جل رہا ہی سوزِ غمسے خودبخود
آتشِ ہجراں نہ بھڑکاؤ خدا کے واسطے

کوچ ہی دنیا سے دم مین آنکھ اب ہوتی ہی بند
آکے مجکو دیکھہ تو جاؤ خدا کیواسطے

ہمتو تم پر جان دین تم بیرخی ہمسے کرو
بیوفا اتنے نہو جاؤ خدا کیواسطے

اگلی پچھلی باتین سب کھلجائنگی چپکے رہو
بس خدارا منہ نہ کھلواؤ خدا کیواسطے

وصل کی شب مختصر ہی صبحِ ہجران ہی قریب — مجکو باتون مین نہ بہلاؤ خدا کیواسطے

چھٹتے ہین بال کھولے پھرتے ہو کیون بام پر — شام کا ہی وقت اوتر آؤ خدا کیواسطے

اسطرف کروٹ تو لو دیکھو ہوئی جاتی ہی صبح — وصل کی شب ہی نہ شرماؤ خدا کے واسطے

ہی نظر کا پھیرنا چشمِ مروت سے بعید — مرتے ہین دیدار دکھلاؤ خدا کے واسطے

دے رہے ہو غش مین مجکو اپنے دامن کی ہوا — ہوش آتا ہی نہ گھبراؤ خدا کے واسطے

یاد ہی کہتے تھے شبکو اب نہین بگڑینگے ہم — زہر منگوا کے نہ تم کھاؤ خدا کیواسطے

اپنے دامن کی ہوا دیکر وہ کہتے ہین ہر بر
غش سے چونکو ہوش مین آؤ خدا کیواسطے

کوہکن مر گیا ٹکرا کے جو سر پتھر سے — سوزشِ غم سے نکلتے ہین شرر پتھر سے

شیشۂ دلکو مرے توڑ کے پروا نہ ہوئی — ان بتو نکے بخدا کیا ہین جگر پتھر سے

سوزِ پنہان کی یہ تاثیر ہی ایجانِ جہان — دل سے تو آہ مین نکلتی ہین شرر پتھر سے

آنسوؤنکی مرے انمین جو شباہت پائی — اوس ستمگار نے پسوائے گہر پتھر سے

لب کو اور اہلِ سخن لعل جو کہتے ہین کہین — مین ندونگا کبھی تشبیہ مگر پتھر سے

دستِ اودکا ہی سوزِ محبت مین اثر
موم کیطرح پگھلتے ہین جگر پتھر سے

کوہ پر جاتا ہون فرہاد کے سمجھانیکو
سر نہ ٹکرا اے کہین بارِ دگر پتھر سے

کوچۂ یار مین طفلانِ پریزاد اگر
پاٹ جاتے ہین مجھے تا بکمر پتھر سے

سنگریزون کیطرح لعل پڑے رہتے ہین
اوسکے کوچے مین ہین بیقدر گہر پتھر سے

سخت جان ہون نہین خوف مجھے کچھ صیاد
تو چھری تیز جو کرتا ہی تو کر پتھر سے

کچھ نہین دولتِ دنیا کی تمنا ہی ہزبر
اپنی نظرون مین ہین سب لعل و گہر پتھر سے

یارب نہ شامِ ہجر کا مجکو ملال دے
آئی ہوئی بلا مرے سر پر سے ٹال دے

دو ایک جام ساقیِ رنگین خیال دے
آتی ہو جسمین پھولکی بو وہ زلال دے

اے دل یہ اپنے عہد شکن سے نہین ہی دور
کل کیطرح سے آجکا وعدہ بھی ٹال دے

ای دل سوالِ وصل تو آسان ہی مگر
ایسا نہو وہ بات تری ہنسکے ٹال دے

دل لیکے چین دوگے یہ ہمکو نہین امید
دم بھر مین پھر کہوگے کلیجہ نکال دے

بوسہ ملیگا یا نملیگا ہلا زبان
للہ منہ سے بول جوابِ سوال دے

چہرہ جو چمکے چھوٹ پڑے کوہِ نور کی
یارب تو اوس پری کو وہ حُسن جمال دے

لیجاوُں گُل چڑھانیکو مجنونکی قبر پر
جوشِ جنون سفر جو مجھے ایکسال دے

رُخ سے نقاب اوٹھ کے دکھا شکل چاندسی
ارمان آج میرے بھی دل کا نکال دے

شاہوں سے لیں خراج کریں جشن نامی ہزبر
اختر کو ذوالجلال وہ جاہ و جلال دے

کسیدن سیر کرنیکو جو وہ گلزار میں آئے
گلُوگیں بُو بصارت نرگسِ بیمار میں آئے

ہم اپنی جانکو بیچین کریں تیری خریداری
جو اے یوسف لقا تو حُسن کے بازار میں آئے

قلم کرتے ہیں وہ سر عاشقوں کے اس صفائی سے
یہ کیا ممکن جو دھبا خون کا تلوار میں آئے

قفس میں ہم رہے جبتک تو سر صیاد نے ٹیکا
اوڑائی خاک گلچیں نے جو ہم گلزار میں آئے

ہمیں جلوہ نہ کوہِ طور پر بھی تمنے دکھلایا
یہانتک ہم تمھارے حسرتِ دیدار میں آئے

سنوارا تمنے جب اسکو تو عالم میں ہزاروں دل
لٹکنے کو تمھارے گیسوئے خمدار میں آئے

عدم میں آکے پہنچے سیر کی شہرِ خموشاں کی
کہاں سے ہم کہاں گھبرا کے ہجرِ یار میں آئے

غضب ہے تو فگن ایجانِ جاں افشاں ہے ابرو کی
کہاں سے نور کے جوہر تری تلوار میں آئے

اگر تو شربتِ دیدار کا اس سے کرے وعدہ — ابھی صحت ہو وہ حالت ترے بیمار میں آئے

شہادت چاہتیں وہ لگے اگر نخچیر بننے کی — ابھی تو خون کی بو سرخیِ سوفار میں آئے

ملک ہر سمت اوٹھے سروقد تعظیم کی خاطر — ہوئی یہ منزلت عاشق جو بزمِ یار میں آئے

سنا ہی ہمنے یہاں اکثر دعا مقبول ہوتی ہی — مرادیں ہم بھی لینے کو تری سرکار میں آئے

مسیحا سے حقیقت دردِ دل کی کہنے جاونگا — ذرا ہوش آئے مجھکو جان مجھ بیمار میں آئے

تلاطم ہوگیا ہر سمت اونکی آمد آمد سے — قیامت ہوگئی برپا جو وہ دربار میں آئے

یہاں تو ایسی ہزار اکثر قیامت ہتی ہی برپا
ہمارا سا جگر کرلے تو کوئے یار میں آئے

عہد و پیماں کے مضمون تو اکثر اولٹے — وصل کے نام سے اب چڑھتے ہیں تیور اولٹے

بعد مدت کے رقیبوں کے مقدر اولٹے — خط یہاں آئے وہاں شکووں کے دفتر اولٹے

میکشی کی نہ رہی فصل ہی میخانہ اوداس — سرنگوں کھیتے رہیں شیشے تو ہیں ساغر اولٹے

کوئی افسانہ نہیں تیرے فسانے کی طرح — سب تواریخیں پڑھیں سیکڑوں دفتر اولٹے

قصرِ محبوب میں ہر سو جو پڑے تھے پردے — میری آہوں نے وہ سب آج برابر اولٹے

باغبانونکو یہ گلشن مین ہوا ہی کھٹکا
فرشِ گل کو نہ کہین آتے ہی صرصر اولٹے

ہم بھی حاضر ہین تہِ تیغ گلا رکھنے کو
آستینین تو وہ جلّادِ ستمگر اولٹے

تو تو اقرارِ رہائی کا کیا کرتا تھا
اوسپہ صیّاد مرے قطع کیے پر اولٹے

جیسا اولٹا مین پھر اوسکے درِ دولت سے
اسطرح سے بھی کسیکا نہ مقدّر اولٹے

ٹوٹتا ہی کوئی تار تو سمجھتا ہون یہ مین
چرخ سے ہوکے شرر آہ کے اخگر اولٹے

غمِ فرقت سے کوئی دم نہین تسکین ہر بر
خفقان سے نہ کہین یہ دلِ مضطر اولٹے

چترِ شاہانہ نہ ہرگز بندہ پرور چاہیے
دامنِ رحمت کا سایہ میرے سر پر چاہیے

سنگِ طفلان ہمکو معشوقونکو زیور چاہیے
تمکو سب کچھ اور ہمکو خاک پتّھر چاہیے

وصل کا سامان ہی آنکھین چھپانیکی ہی شب
ساتھ اونکے سونیکو پھولونکا زیور چاہیے

پوچھکے احوالِ دل رکھنا کلیجے پر بھی ہاتھ
ای مریجان پاس دونونکا برابر چاہیے

اوج حاصل تھا ترے زانو پہ ہتا تھا جبھی
اسطرح تجکو نہ ٹھکرانا مرا سر چاہیے

قبر میری دیکھکے حسرت سے وہ کہنے لگے
اسکی تربت پر بھی اک پھولونکی چادر چاہیے

دل پہ چھریان چلنے جب روکین تو قاتل نے کہا
کچھ تو اپنی جانکا پاس اے دلاور چاہیے

خامہ تیر یار ہو خونِ سیاہِ دل مداد
گر سند کو عشق کی تحریرِ محضر چاہیے

کج ادائی کا کبھی چرچا بھی ہونیکا نہین
ٹیڑھی باتین وہ کرین سیدھا تقدر چاہیے

مر رہا ہون مٹ رہا ہون جانِ جان تیرے لیے
عشقِ صادق کا یقین ہر وقت مجھپر چاہیے

رحم کھا کر آب و دانہ جب دیا صیاد نے
رو کے بلبل نے کہا مجکو گلِ تر چاہیے

ہم تو ہین جانباز پہناو ہمین زخمون کے ہار
نازنین ہو تم تمھین پھولونکا زیور چاہیے

بیکسی کہتی ہے تربت پر شہیدِ ناز کی
اک سہری پھولونکی اور ایک چادر چاہیے

تو کرے جنت کی خواہش ہے بڑی غیرتکی جا
تجکو اے دل آرزوے کوی دلبر چاہیے

جان تم پر دے رہا ہے یہ ہنر خستہ جان
جانِ جان اب تو نگاہِ رحم اسپر چاہیے

اک غزل اب اور پڑھنا پیش اختر چاہیے
رنگ دو کھلا دو طبیعت کا مکرر چاہیے

شمع کو پروانہ بلبل کو گلِ تر چاہیے
اور سب سے پہلے مجکو میرا دلبر چاہیے

رات دن پیشِ نظر تصویرِ دلبر چاہیے
کچھ تو تسکینِ دلِ بیتاب و مضطر چاہیے

پھر گلگشت چمن آتا ہے وہ بالا بلند
باغ سے باہر نکل جائین صنوبر چاہیے

مندرج ہے اوسمین حال صدمۂ بار فراق
گر پڑا ہو راہ مین تھک کر کبوتر چاہیے

تا گدا اونکو عطا کرتے رہین ہر چار سو
شاہ اختر کو خراج ہفت کشور چاہیے

معن سے جعفر سے حاتم سے ہے بذل انکا دو چند
ہیرے شہ کو حکمرانی شش جہت پر چاہیے

عاشقونکو ساتھ لیچلنا جو چلنا ہے کہین
پادشاہ حسن ہو ہمراہ لشکر چاہیے

متصل اوس شوخ کی جسمین نظر آئے شبیہ
آئینہ اسطرح کا ہمکو سکندر چاہیے

اوس پریکے گرد پھر کر دے مرا مکتوب شوق
خط رسانی کو بلا گردان کبوتر چاہیے

دولت الطاف اختر چاہتا ہون اے ہنر ور
کان زر مجکو نہ کان لعل و گوہر چاہیے

عشق کا تیر اگر لیس ہے چلنے کے لیے
مستعد روح بھی ہے تن سے نکلنے کے لیے

ضعف جب قصد گرانیکا مرے کرتا ہے
یا علی رض سے مین کہتا ہون سنبھلنے کیلیے

اوٹھ گئے سیکڑون اس بزم جہان سے احباب
رہگیا مین کف افسوس کے ملنے کیلیے

کیا کرون دلکی کسی ڈھنگ سے وحشت نہ گئی
لاکھ گلشن مین پھرا دلکے بہلنے کیلیے

جب مین جاتا ہون وہ کہتے ہین تم آیا نکرو
زہر لاتے ہو مرے گھر مین نگلنے کیلیے

جانیوالون نے خبر کی نہ سفر کی اپنے
مستعد ہم بھی تو تھے ساتھ ہی چلنے کیلیے

یاس حرمان کی یہ کثرت تھی کہ بستہ نکلا
آرزو رہگئی ارمان کو نکلنے کے لیے

کوی جانان مین چلو کہتی ہے ہیبت میری
لوگ رکجاتے ہین کندھا جو بدلنے کیلیے

دیکھ اکدن تو تماشا مری دلسوزی کا
آؤن مین بھی ترے پروانون مین جلنے کیلیے

یار کے شعلۂ رخسار کی گرمی جو سنی
دل مرا ہو گیا موجود پگھلنے کے لیے

نخلِ امید نہ اکبار بھی سرسبز ہوا
لاکھ ارمان کیے پھولنے پھلنے کیلیے

حبس مین فن ہی نہ تفریح لینا ڈھونڈھا ہی روح
حکم اس گھر مین ہوا کو نہین چلنے کیلیے

سب نہالانِ چمن ہو گئے پامالِ خزان
آئے تھے جو کہ یہان پھولنے پھلنے کیلیے

خوشخرامی کو تری دیکھ کے طاقت نرہی
کبک و طاؤس ترسنے لگے چلنے کیلیے

تا کجا رنج و الم فرقتِ جانان مین ہنر
کوئی تو شغل کرو دل کے بہلنے کے لیے

جوشِ جنون کے ہوتے ہین سامان نئے نئے
دیتے ہین پھندے تارِ گریبان نئے نئے

محفل مین روز ہوتے ہین سامان نئے نئے
پیدا کیے ہین طرز مسیحان نئے نئے

ہین ملک ہمین سے عہد شکن بیوفائیان
غیرون سے روز ہوتے ہین پیمان نئے نئے

پابند ہوگا دل کسی زنجیر زلف مین
دیکھے ہین شب کو خواب پریشان نئے نئے

ہاتھون سے اب تو اوس گل پیرہن کے آہ
کرتا ہون چاک روز گریبان نئے نئے

محراب کعبہ ابروے بت سے ہی آشکار
ہین کفر و دین مین میل کے سامان نئے نئے

ہر زخم اک چمن ہی تو ہر داغ لالہ زار
پھولے ہین میرے دلمین گلستان نئے نئے

جلسو نمین کیون نہ قدر ہمارے سخن کی ہو
غزلین نئی نئی ہین غزلخوان نئے نئے

کیونکر نہ شاعری کو سر لفظ سے ہو عروج
سامع نئے نئے ہین سخندان نئے نئے

زیر نگین ہوا ہی مرے کشور سخن
چاہون تو روز جمع ہون دیوان نئے نئے

جسدن سے ہوگیا ہی ہمین اوس پری سے عشق
ہین حوصلے نئے نئے ارمان نئے نئے

ہی ہر طرف کو گنج شہیدانکی اک بہار
پھولے ہین جابجا چمنستان نئے نئے

گہ یاس گاہ رنج گہے حسرت و ملال
آئے مکان دل مین ہین مہمان نئے نئے

اوجھاتے ہین دلونکو بھی شانے کی طرح سے
کرتے ہین پیچ گیسوے پیچان نئے نئے

میعادِ ختم قیدِ ملل کی بھی کیا ہوئی
نیچر نئے جو گبر و مسلمان نئے نئے

کسطرح ہو گذر درِ جانان پہ ای ہنر
دربان نئے نئے ہین نگہبان نئے نئے

یار نے وعدہ کیا ہی آج آنیکے لیے
منتظر ہون راہ مین آنکھین بچھانیکے لیے

آئے ہین وہ دل ہمارا آزمانیکے لیے
جاتے ہین ہم اپنی جانبازی جتانیکیلیے

بلبلو فصلِ بہاری مین یہ کیا سودا ہوا
شاخِ گل کی آرزو ہی آشیانے کے لیے

ہمتو بیٹھے رو رہے تھے قصدِ رخصت سُنکے صبح
آپ کیا ہنستے ہوے اوٹھے ہین جانیکیلیے

زشتیِ اعمال سے یہ منفعل ہون قبر مین
ہاتھ نکلے ہین کفن سے منہ چھپانے کیلیے

آگ دامن مین لگی ہی آہِ آتشبار سے
دوڑے آئے ہین مرے آنسو بجھانے کیلیے

چرخ کو ویرانۂ حسن پوش پر آیا جو رشک
آگ کو ساکھو کی بھڑکایا جلانے کیلیے

اوس پر پردہ جو اوٹھوایا مرے تابوت کو
گھر کے آیا ابرِ رحمت شامیانے کیلیے

خون ہو کر زخمِ دل سے مین تو بیدم ہو گیا
رنگیا سوفار تیرا مسکرانے کیلیے

صورت اونکی دیکھنا ہوتی ہی کب انکو نصیب
ہین مری آنکھین فقط آنسو بہانیکے لیے

تجھسے کوے یار مین ایدل نہ تڑپا جائیگا ‌ ‌ ضعف ترسائیگا تجھکو تلملانیکے لیے
کون ہی غش مین پڑا یہ آج کیا ہی اہتمام ‌ ‌ نخلخے بنتے ہین یہ کسکے سونگھانیکے لیے
دل یہ کہتا ہی کلیجے کا لہو کر دو شریک ‌ ‌ پیسی جاتی ہی حنا اونکے لگانے کیلیے
پکڑے ہین اپنا جگر جو دل دکھاتے تھے مرا ‌ ‌ خود وہ روتے ہین جو آئے تھے رلانے کیلیے
یاس ہی دیدار سے ہی قطع امید وصال ‌ ‌ دل ہمارا ہی فقط صدمہ اوٹھانے کے لیے
بیخودی سے وجد مین آتا ہی ہو کر مست ذوق ‌ ‌ جسکو ہم دیتے ہین غزلین اپنی گانیکیلیے
موجزن ہوگا زمانے بھر مین دریاے گلاب ‌ ‌ آج جاتے ہین وہ گلشن مین نہانے کیلیے
اعتبار رنج ہی کچھ ہی نہ راحت کو قیام ‌ ‌ ہی تغیر رات دن ایدل زمانے کے لیے

سکۂ داغ جنون دو نذرانہ اونکو ای ہنر بر
سینت رکھی ہی یہ دولت کس زمانے کے لیے

محبت جان جان تمکو جو میری آزمانی ہی
تو اوسکا امتحان کر لو جو دل مین تمنے ٹھانی ہی
قریب الموت ہون اور دور مجھسے یار جانی ہی

کشش تیری مجھے اس وقت ایدل آزمانی ہی
شباب آئینہ دکھلا کے اونھین کرتا ہی خود رفتہ
بجا ہی یہ غرورِ حُسن آغازِ جوانی ہی
پھٹا پڑتا ہی جوبن ہوتی ہین جانین فدا صدہا
ستم ہی حُسن کا عالم قیامت نوجوانی ہی
یہ دل مین آئی کیا جو سرفراز آپ نے ہمکو
سُنین ہم بھی ہمارے حال پر کیا مہربانی ہی
عدم کے کوچ کرنے کا اجل فرمان لائیگی
جو تحریرِ مقدر ہی وہ اِک دن پیش آنی ہی
تڑپتا ہی کوئی دل تھام لیتا ہی کوئی سُنکے
حقیقت مین نہایت درد خیز اپنی کہانی ہی
ہمارے مرنے مٹنے کی نہین کرتے ہو کچھ پروا
تمھین رحمت خدا کی واہ وا کیا قدردانی ہی

چلے ہین جان پر ہم کھیلکر پردہ اوٹھنے کو
نہ ڈر برقِ تجلی کا نہ خوفِ لن ترانی ہی

نہ لے غسال چھلا ہاتھہ سے میرے پسِ مُردن
کہ جسپر جان دی ہی مینے یہ اوسکی نشانی ہی

لہو مین تھوکتا ہون دردِ دل دم بھر نہین تھمتا
جدائی مین یونہین گھٹ گھٹکے اِکدن جان جانی ہی

خزان مین بھی قفس سے چھوٹنے کی تجکو حسرت ہی
تری تقدیر ہی مین خاک ای بلبل اڑانی ہی

شبِ معراج کی شہرت نہ ہو کیونکر دو عالم مین
حبیبِ خاص کے گھر مین خدا کی میہمانی ہی

قیامت مین سوا اکسیر کے یہ کام آئے گی
تمھارے عشق مین برسون جو ہمنے خاک چھانی ہی

کبھی ہم تھے چمن تھا جمع سب اسبابِ عشرت تھا

قفس مین اب تو گھٹتے ہین نہ دانہ ہی نہ پانی ہی
چھٹا ہی چاہتا ہی ایدل اب اس بیقراری سے
اجل آپہونچی ہی دم بھر مین رخصت جانفشانی ہی
ہنر مرا اب تو دُرِ خوش آب ہی ہر شعر ترا اپنا
بحمد اللہ وہ بحرِ طبیعت مین روانی ہی

وہ جو اپنی نظر سے اوجھل ہی
دل ہی بیتاب جان بیکل ہی
روح مین وقتِ نزع ہل چل ہی
قصّہ اب کوئی دم مین فیصل ہی
دل ہلا ڈالے ہین خلائق کے
کس قیامت کی اونکی چھاگل ہی
کیا بہے تھے کسیکی یاد مین اشک
پھیلا کاہیکو آج کاجل ہی
جاتے ہین ہم جہانِ فانی سے
کون ٹھہرے یہان تو ہل چل ہی
برق ہی آہِ پُر شرر اپنی
مژۂ اشکبار بادل ہی
تابکی انتظارِ یار کرون
اِک برس اب تو مجکو اک پل ہی
چاند سورج ہین تجتیون سے خجل
کون سے نور کی یہ ہیکل ہی

تم بھی آئے ہو دیکھنے صورت
دل کے آئینے پر وہ صیقل ہے

بید مجنون ہے اپنا نخل مراد
اسمین اک پھول ہے نہ اک پھل ہے

آ چھپا سایۂ کرم مین ترے
یہی اس بینوا کا محمل ہے

باغ عالم مین گر نہو وہ گل
میرے نزدیک پھر یہ جنگل ہے

کیون نہین تھمتے اے ہنر بر آنسو
آج آنکھون سے کون اوجھل ہے

نام خدا شباب ہے دلمین امنگ ہے
طفلی مین اور رنگ تھا اب اور ڈھنگ ہے

وہ پوچھتے ہین لیکے مرے گھر کا جائزہ
مسند لگی ہے کسکی یہ کسکا پلنگ ہے

گردن مین آکے سانس اٹکتی ہے بار بار
طوق گلو سے اب تو جنون دم تنگ ہے

تیرے دہن کو لعل سے نسبت ہے کیا بھلا
اعجاز کا نگین ہے یہ اور وہ سنگ ہے

زر کی طمع نے سبکا لہو کر دیا سفید
کچھ آجکل عجب زمانیکا رنگ ہے

دھمکی فقیر بر طلب زر مین ہے جو یار
یہ شباب گری ہے کہ سیج عزم جنگ ہے

آیا ہے جبسے باغ مین وہ غیرت چمن
رنگت گلون سے غنچون سے خوشبو تنگ ہے

شب کو جو اپنی آہ کا شعلہ بلند ہوا
بولا وہ شمع رو یہ اوڑی کسکی چنگ ہی

سیر چمن خوش آتی ہی ہمکو نہ سیر دشت
ہی جوش عشق اور ہی دلمین اومنگ ہی

اک سیمبر کے سونیکا سامان ہی درست
گل تکیے مخملی ہین طلائی پلنگ ہی

ہر عکس ہی وہ آئنہ رو سکے ہین ہم
صورت صفائی کی جو نہین عقل دنگ ہی

غائب ہوے جو آنکھ سے دلمین پہونچ گیے
ہر نقبہ میری آنکھ کا اونکی سرنگ ہی

بیٹھا ہوا ہی یار مرے غم مین سوگوار
محفل مین ہی رباب نہ اب جلترنگ ہی

کلکتے سے خدا ہی مسافر کو دے نجات
اس جا کی بود و باش تو قید فرنگ ہی

گل کسطرح سے کھلتے ہین سنکے غنچہ لب
دلچسپ وہ بہر کے شعر رنگارنگ ہی

کیا کہون فرقت مین کیا حال دل بیتاب ہی
بے قراری مین کبھی بجلی کبھی سیماب ہی

اوس سے کہدو رحم جسکے عہد مین نایاب ہی
لے خبر بہر خدا اب دل بہت بیتاب ہی

مہ رخون کو روبرو تیرے بھلا کیا ہو فروغ
جان جان مکھڑا ترا خورشید عالمتاب ہی

ہو نگے پژمردہ چمن ہونیکو ہی رخصت بہار
گل وہ مرجھانے کو ہی جو باغ مین شاداب ہی

غنچۂ و گل ہین خزان کے خوف سے سہمے ہوے
بلبل بیتاب کا صدمے سے زہرہ آب ہی

یہ نگین قدرتی ہی وہ جواہر ہو تو ہو
لعل اگر کمیاب ہی تیرا دہن نایاب ہی

اک مسہری ایک چادر ایک شمع ای سیمبر
تیرے کشتے کے لیے درکار یہ اسباب ہی

بیڑیان زنجیر لنگر ہتکڑی اک طوق بس
تیرے دیوانون کا یہ زیور یہی اسباب ہی

عفو کی امید رکھتا ہون جو کرتا ہون گناہ

اِسپہ نازان ہون کہ توبہ کا کُشادہ باب ہی

سروقد اوٹھکر مری خاطر مری لیتے ہو جان

کونسی تعظیم ہی یہ کون سا آداب ہی

دونون رخسارون کا اونکے دیکھتا ہون اوجِ حُسن

ایک تو ہی آفتاب اور دوسرا مہتاب ہی

لعلِ دلبر میرے کُھدوالے تو اپنا اسمِ ذات

دوسرا ایسا نگین ممکن نہین نایاب ہی

مُنہ پہ لیتا ہی دلِ بیمار چوٹین عشق کی

ناتوانی مین بھی اپنے وقت کا سہراب ہی

آکے بے اوس گُل کے گُلشن مین مین رویا اسقدر

ہر طرف جل تھل بھرے ہین ہر چمن سیراب ہی

بارشِ ابرِ طبیعت سے یہ دیوان ای ہنر بر

غیرتِ باغِ جنان اگ گُلشن شاداب ہی

سُنگھا دی لاکے بُو زلفِ رسا کی — یہ کیا تو نے قیامت ای صبا کی
کریمی نے وہ بینائی عطا کی — نظر آنے لگی قدرت خدا کی
نہ پونہچے منزلِ مقصود تک ہم — بہت کچھ منّتین کین رہنما کی
مریضِ عشق کی بھی کچھ خبر ہی — کُھبا ہی وہ نگاہون مین قضا کی
جگہ دی اونسے خود پہلو مین ہمکو — اطاعت سے جو اوسکے دلمین جا کی
یہان جب تک رہا ماتم ہمارا — وہان شادی رچی نوبت بجا کی
ہمارا دل وہ آئینہ ہی جسکو — نہین صیقل سے کچھ حاجت جلا کی
ترے دامن سے لپٹے خاک ہوکر — محبّت کی یہ ہمنے انتہا کی
عدم مین ہمنے آبادی نہ دیکھی — نئی روز اسمین اک بستی بسا کی
ہمیشہ میری آنکھونمین رہے تم — تمھاری آرزو دل مین رہا کی
الگ بیٹھو ادب سے ای نکیرین — کہ آمد ہی یہان شیرِ خدا کی
جدھر مہکا گُلِ داغِ محبّت — صدا آنے لگی صلِّ علیٰ کی
تری رفتار نے اک حشر ڈھایا — جدھر رکھا قدم آفت بپا کی

مقابل جب کیا میرے لہو سے
نکی فریاد محشر مین خدا سے
خبر لو اپنے دامن کی ہوا دو
مقام ہو ہی گویا عالم دل
چبھا نشتر تو مژگان یاد آئی

نہ ٹھہری اڑ گئی رنگت حنا کی
یہانتک پاسداری کی وفا کی
رہ سکتے ہین غشی ہر ابتدا کی
نظر آئی نہ صورت ماسوا کی
نہ کم کی فصد نے وحشت سوا کی

نہ کیونکر ہو ہنر بر امید بخشش
محبت دل سے ہی شیر خدا کی

تری اس بیوفائی پر بھی یہ عالم ہمارا ہی
کہ مرتے مرتے تیرا نام لے لے کر پکارا ہی
قیامت کل ہی بس کل ہم ہین اور اوسکا نظارا ہی
اسی امید پر مرتے ہین اتنا ہی سہارا ہی
جسے عالم مین تم چاہو کنوئین دنیا کے جھنکواؤ
نہین ای غیرت یوسف کوئی ثانی تمھارا ہی

ملین ہم یا نہ دلبر سے ملین اپنی طبیعت ہی
تبا تو ناصحا تو کون تیرا کیا اجارا ہی

خدا کے واسطے صورت دکھا ای قاصدِ جانان
ترے دھوکے مین ہمنے راہگیرونکو پکارا ہی

نہین کچھ اعتبار اس دولتِ فانی کا دنیا مین
خزانہ ہی نہ لشکر ہی سکندر ہی نہ دارا ہی

نئے جور و جفا کے گل کھلا کر کیا کرتے ہو
جگر کا داغ پوشیدہ نہین ہی آشکارا ہی

اگر تمکو نہ مین چاہون تو بولو کسکو پھر چاہون
کوئی معشوق تمسا ہی نہ تمسا کوئی پیارا ہی

بچا لینا مجھے ای رحمتِ معبود محشر مین
ترا ہی آسرا ہی اور تیرا ہی سہارا ہی

نہین کچھ غم جو دل لیکر کیا ہی جان طلب تمنے

ہماری جان لوگے تو ہمین یہ بھی گوارا ہی

مجھے تلقین پڑھنے مین وہ لاتحزن سناتے ہین

الٰہی شکر یہ تو تیری بخشش کا اشارا ہی

ہر اہلِ زبان نے ہمسے سیکھی ہی زباندانی

فقط یہ فیضِ اختر ہی جو یہ رتبہ ہمارا ہی

دلمین سما رہی ہی شکل اپنے مہ جبین کی

جچتی ہی کب نظر مین صورت کسی حسین کی

اقلیمِ دل تو ظالم پامال کر چکا ہی

اب فکر مین ہی شاید تاراجِ ملکِ دین کی

برسیگی چشمِ پرنم کس شعلہ رو کے غم مین

بجلی چمک رہی ہی پھر آہِ آتشین کی

ہی نام اوس پریکا منقوش میرے دلپر

کب دولتِ سلیمان قیمت ہی اس نگین کی

موباف مین وہ زلف او ظالم سو ہو الٰہی

مشکل ہی روکنا چوٹ اس مارِ آستین کی

قندِ لبِ مکرر ہی شہدِ جان سے خوشتر

قدر اسکے روبرو ہی کب قند و انگبین کی

کرتی ہی مست و سرشار آنیکے تھے ساغر کبا

خوشبو دماغِ جانمین او اس زلفِ عنبرین کی

انجم ہی آسمان پر کیا صرف منفعل مین

خود مہر و مہ خجل ہین افشا سے اوس جبین کی

مقصود جب وہ ٹھہرا پھر غیر سے غرض کیا
دنیا کی کچھہ ہے پروا ہمکو نہ فکر دین کی

لڑتے ہی آنکھہ یارو سحر کی طرح ہمکو
الفت نے پیس ڈالا اوس چشم سحرگین کی

گر خسروانِ نامی شاہی سے ہین گرامی
ہے فخر یان غلامی سلطان مرسلین کی

شہرہ ترے سخن کا ہر سو ہر پر پہونچا
دھومین مچی ہین کیا کیا تحسین و آفرین کی

تمام شد

تاریخ طبع دیوان از حضور پرنور عالیجناب مصنّف معلّی القاب دام اقباله و جلاله

ببین جوش بهارِ تازه دیوان — نه دیوان بل گلستانِ محبت

ببین هر سو گلِ معنی دمیده — میانِ صحنِ بُستانِ محبّت

مرا این دیوان محبّت را زبانست — دلم باشد زباندانِ محبّت

زصهبای محبّت باد سرشار — دماغِ باده نوشانِ محبّت

بکامِ جان چو شانِ انگبین ست — زهر شعرِ غزل شانِ محبّت

بود دیوان من جانِ محبّان — نمیگویم غلط جانِ محبّت

چنین دیوان چرا محبوب نبود — که سرتا پاست در شانِ محبّت

مکمّل شد چو این گنجینهٔ شوق — مرتّب شد چو دیوانِ محبّت

هزبرش سالِ اتمام اینچنین گفت

ببین لطفِ خیابانِ محبّت

٩٧ ھ ١٢

تقریظ از افادات قلم بلاغت رقم عالیجناب سلطان کشور سخندانی سریر آرای ملک معانی تاج البلغا سراج الادبا مقبول بارگاه ربّ مجید بهین یادگار دودمان حضرت سلطان ٹیپوی شهید حضرت شاهزاده سلطان بشیر الدین صاحب المتخلص به توفیق

لازالت شموس افاداته طالعة

برین دیوان نظر کن ای سخندان
که گنج شایگانست این نه دیوان

ز الفاظ و مضامین دل افروز
بود الحق نظیر باغ رضوان

ز مضمونهای رنگین باشدش گل
وز الفاظ طرب انگیز ریحان

برین دیوان نظر بکشا که گوئی
نعیم جنّت ست و روح و ریحان

مضامینش طرب انگیز چون گل
گرامی تر ز دل شیرین تر از جان

تعالی الله ازین دیوان که کرده
بهای قند و نرخ شکر ارزان

برین دیوان که عید اهل ذوق ست
برب کعبه گنج گاو قربان

اگر گویم که این دیوان چو جان ست
بجان تو که نبود زور و بهتان

وگر گویم کہ سلک گوہرست این
کند تصدیق عقل و گویدم ہان

نیارم مدحت این نظم کردن
بنظم خارج آہنگ پریشان

غزالِ شادی از خواہی شکارت
ز دیوانِ ہنر بر آید ل غزلخوان

ہنر پر سخ چون او نیست توفیق
سخنگوی و سخن سنج و سخندان

تقریظ از نتائج افکارِ گہربار جناب فضائل و کمالات مآب
مولانا مولوی محمد شاہ صاحب مہتمم سرکارِ فیض آثار
حضور پر نور عالیجناب حضرتِ مصنف معلّی القاب

اگر بدیدۂ انصاف بینی این دیوان
دگر دلت نگشاید ز سیر باغِ جنان

نکوترینِ کلامِ سخنورانِ گزین
گزین ترینِ دواوینِ شاعرانِ جہان

اگرچہ شعر بحکمت ستودنی بنود
ولی سفینۂ این نظم رستود توان

ستودنی ست کلام و ستودنی شاعر
ہنر بر بشیۂ جود و کرامت و احسان

ستودہ خوی پسندیدہ گوی و عالی طبع
شگفتہ روی و کشادہ جبین و لب خندان

بگفتهٔ گهرین کاسد بهای درست — بمنطق شکرین شهدست کاشان
اگر ز صاحب دیوان سخن همی پرسی — وگر سوال کنی از فصاحت دیوان
هم انت فخر همه ناظمان روی زمین — هم اینت فخر همه نظمهای اهل زمان
سخن سرائی ختم ست بر هنر چنانکه — سخا بحاتم وگردی برستم دستان
مدیح او نبود کار کلک هر مدّاح — توان شمارهٔ اوصاف او و لا نتوان
نه ممکن ست که اوصاف او کنم تحریر — که نزد عقل محالست و خارج از امکان
توان شمارهٔ عشری ز مدحتش کردن — اگر شمرد توان ذرّه‌های ریگستان
اگر شمرد توان موجهای عمّان را — دران زمان که وزد تند باد بر عمان
وگر شمرد توان قطره‌های باران را — دران زمان که به تندی فرا رسد باران
بنظم او نرسد نظم سعدی و حافظ — به شعر او نرسد شعر اعشی و حسّان
اگرچه کلک مرا نظم کار آسانست — ولیک نیست شمار کمال او آسان
دم از مدیحش اگر انوری زدی او را — میان مردم دانا لقب شدی نادان
خجل شدی و بعجز اعتراف آوردی — زبان کشادی در مدح او اگر سحبان

ثنای او بنویسم مرا کجاست مجال
مدیحِ او بسرایم مرا کجاست زبان

چو وصفِ او نتوانم کنم یکی ز هزار
مرا العجز و زبونی نخود به ست همان

که دستِ عجز و ضراعت برآورم بدعا
پی درازی عمرش بحضرتِ یزدان

خداش مُلکِ سلیمان و عمرِ خضر دهاد
بقاش باد دلابسته با بقای جهان

همیشه تا که بود ابرِ تیره و مظلم
همیشه تا که بود مهر روشن و تابان

رخِ عدوی تو شاها سیاه چون شب باد
دلِ حبیبِ تو بادا چو روز نور فشان

همیشه دشمن تو باد با دلِ غمناک
همیشه خوشدل و مسرور باشی و شادان

همیشه رحمتِ یزدان رفیقِ حالِ تو باد
که دولتی نبود به ز رحمتِ یزدان

تاریخ طبع دیوان بلاغت عنوان ایضاً از جناب مولانا محمد وحید

سخن دفتر دواوینش فرامین
شهِ فرمانروائیش خسروِ دین

مَلِکزاده فرید و نقدِ سلطان
سر و سرِ دفترِ اربابِ تمکین

شهِ شاهانِ اقلیمِ فصاحت
هزبرِ بیشهٔ خلقِ مضامین

بران جملهٔ دواوین ست طغرا — گزین دیوانِ آن شاهِ خوش آئین

که طغرای دواوین گشت نامش — منزّل ز آسمان مدح و تحسین

۱۲۹۷ھ

بجو تاریخِ طبعش هم ازین نام — که سالِ هجریش را هست تبیین

اسے آئے عمر و اقبالِ شہِ ما — فزون باد از حد و احصاے تعیین

وزین دیوان دواوین ابو زیب

لطغرا تا بود زیب فرائین

تاریخِ طبعِ دیوانِ مبارک از ثمراتِ فکرِ صائب و نتائجِ ذہنِ ثاقب جناب سیادت و نقابت انتساب مولانا مولوی سیّد قمر الدین احمد صاحب ملازم خاص و متوسّلِ با اختصاص حضورِ پرنور عالیجناب مصنّف معلّی القاب

آن ہنر پیشۂ شعر و سخن — شہریارِ کشورِ حسنِ بیان

یعنی ابن شاه ذی‌جاه اود — اختر تابان برج عز و شان
نام سلطان ولایت ار دهیش — گر کنی با نام شاه مرسلان
درمیان افزون کنی نام هنر — تا دهد ضیغم دلی را خوش نشان
زین گزین ترتیب خوانده هر سه لفظ — ضم کنی لفظ بها در همدران
خوش شرف یابی بدرک نام پاک — اسم والایش شود نیکو عیان
این گزین دیوان که می بینی دلا — هست تصنیف همان شاه شهان
نیست دیوان بل گرامی فخر نیست — از در و یاقوت و الماس گران
یا نمایان گشته اندر روزگار — نوبهاری از گلستان جنان
شرح وصف این گزین دیوان دهد — خود کجا آن خامه را تاب و توان
گر ز مدحش عاجزی ایدل خموش — هان سخن از نام و تاریخش بران
فیض نظمش بسکه شایع چارسوست — نام تاریخش نظم فیض خوان
۶۱۸ ۸۰

ایضاً

لله الحمد کین گزین دیوان — منطبع شد بصورت احسن

نی غلط گفتم این نه دیوانست
بلکه هر صفحهٔ نگارینش
وز مضامین بسی شگفته دران
سال طبعش ز روی استحسان

بل ز عدلست بحیرانِ گلشن
هست رنگین چو قطعهای چمن
گل و نسرین و یاسمین و سمن
گشت گلدستهٔ همین سخن
۱۲۹۷ھ

تقریظ از رشحات سحاب فکرِ بلند و طبعِ آسمان پیوند جناب خلد اقتدار ماب حکیم صاحب عالیمراتب جناب مولانا مولوی حکیم سید محمد سجاد صاحب ملازم و معالج خاص حضور پر نور عالیجناب حضرت مصنف معلی القاب

فرید و نقدر گردون صدر جمجاه
بباغِ علم و دانش زیبا سرو
فروزان اخترِ برج شجاعت

سلیمان شوکت خورشید خرگاه
برا ورنگِ سخندانی گزین شاه
شجاعت را ز و صد عز و صد جاه

بلاغت پوست مغزِ روشنش مغز
یکی دیوانِ اردو نظم فرمود
بجانش بنده شاهانِ کلام اند
برین دیوان نظر کن تا ببینے
کلامِ نغزِ نظمِ روشنش را
اگر دل را نخواهی رنجہ گاہے
گر انرا بشنود عاشق کشتہ ہوے
میانِ شاعرانِ اہلِ دیوان
ز دیوانِ ہنر برایدل نغز نخوان
برِ نظمِ ہنر پیشہ فضل
اگر مدحش شنیدی خسروِ ہند
وگر سعدی شنیدی گفتی از شوق
بود نامش بمردی و بگردسے

فصاحت بنده فکرِ صائبش شاه
که نتوان خواندنش نرخِ شکرگاه
چہ نظمِ دلکشش ست اللہ اللہ
کلامی دلنشین و عجب دلخواه
خرد بشنید و گفتا لوحش اللہ
برین دیوان نظر کن گاه و بیگاه
ور انرا بشنود والہ کند آه
بلندش پایہ آمد قصہ کوتاه
بشومست و کلاه انداز بر ماه
بود نظمِ فصیحان ننگِ رہ باه
شدی مشتاق و گفتی این القاه
من اورا بودمی ای کاش همراه
فزون از حاتم و رستم در افواه

مرا او را رہ در دلہاے مردم — خبر دارد دلِ آگاہِ او راہ

سکندر را چو خوانی بندۂ او — پسندد این لقب من غیر اکراہ

مرا او دستگیرست و من او را — دعا گو و رضا جو و ہوا خواہ

منم از دل ہوا خواہِ صمیمش — ز صدقِ من خبر دارد دلِ شاہ

کہ پر نورست و معمورست و روشن — کہ ہشیارست و بیدارست و آگاہ

محلِ ایزدِ پاک ست آن دل — کہ دانا خواند دل را کعبة الله

الٰہی سالِ عمرش را شمارہ — لبے افزون ز یکصد باد و پنجاہ

ز رویش نورِ مہر و ماہ تابد — بود تا تاب در خور نور در ماہ

صدیقش را بود پا بر سرِ تخت
عدویش را بود جا در بُنِ چاہ

نثر در مدحِ حضرتِ مصنّفِ والا شان و تقریظِ دیوان
بلاغت عنوان نخبۂ کلک بلاغت سلک لائق الدولہ

محمد جان علی خان بہادر المتخلص بشاہد ملازمِ خاص حضور پر نور عالیجناب حضرتِ مصنف معلّی القاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بےقیاس خالقِ ارض و سموات زبانِ بشر کیونکر معرضِ بیان مین لائے جہان مقربانِ خاص با اختصاص سے ما عرفناک کی صدا آئے لیعز من تشاء و تذل من تشاء اوسکی شان ہی موجود قرآن ہی مشتِ خاکِ پراگندہ جمع کر کے ابو البشر بنایا انی جاعل فی الارض خلیفہ سنایا اریکہ نشین خلافت صاحب تاج و لواسب کا سرتاج کیا فرشتونکو سجدے کا محتاج کیا بانی پر فرشِ خاک بچھا کے اربع عناصر کا ظہور دورہ شش جہت کو مسدس کر کے محدود کیا عدم کو موجود کیا پہلی بسم اللہ یہ ہوئی کہ مقرب کو دانائی کے دہوکے مین بعد ہوا مردود کیا اور علّم ا

لنا اِلّا ما علّمتنا کے مظہر کو تقرب عطا کیا گروہِ ملک کو سجدہ تعظیمی کا حکم دیا
انسان اگر ہمہ تن زبان ہو تو بھی اوسکے احسانات کا شکر شمہ نہ بیان ہو
بس یہ بات صاف صاف ہی سب سے بہتر عاجزی کا اعتراف کرے

نعتِ جنابِ سرورِ کائنات علیہ الف الف تحیۃ و الصلوٰۃ

ساقیا دے وہ بادۂ پرنور — جس مین ہو لذتِ شرابِ طہور
کیفِ صہبا نعت ہی مقصود — اپنے ساقی پہ بھیجتا ہون درود
فخرِ ارض و سما محمد ہی — خاتمِ انبیا محمد ہی
بحرِ قدرت کا ہی وہ دُرِّ یتیم — ناسخِ ملتِ جدید و قدیم

گلدستہ تحیات طیبات نذر اوس صدر نشین صاحب طٰہٰ و یٰسین
کی ہی کہ جسکے شمیمِ اخلاق سے مشامِ خرد عطر بیز اور نسیمِ اشفاق سے دماغِ عقل
حکمت خیز اوسکے فیضِ قدم سے چمنستانِ عالم رشکِ گلزار اوسکی ہوا خواہی
سے کاسۂ سر انس و جان غیرتِ طبلۂ عطار وہ رہ نوردِ منزلِ سبحان الذی

اُسرعتی ہی پلک سے پلک کسی ملک کی نہ جھپکنے پائی فرشِ خاک سے عرشِ پاک
تک سبکی سیر نظر آئی سایہ پیچھے رہا ہمراہی کی تاب لایا پھر کسیکو نظر نہ آیا
شگوفۂ باغِ جلالت نورِ حدیقۂ رسالت شمعِ محرابِ نبوّت محرمِ خلوتخانۂ
قربت صاحبِ قابَ قوسینِ اَوْ اَدْنیٰ خورشیدِ آسمانِ فَتَدَلّٰی دانندۂ اسرارِ
جنابِ باری بینندۂ کیفیتِ ہفت پرچۂ زنگاری سردارِ دو عالم عالمِ اسرارِ
حدوث و قدم مخاطبِ بخطابِ مَا اَرْسَلْنَاکَ مشرّف بہ تشریفِ لَوْلَاکَ ابو القاسم
محمد بن عبداللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن شعر

زلافِ حمد و نعت اولیٰ ست بر خاکِ ادب خفتن	سجودے میتوان کردن درودے میتوان گفتن

منقبت جناب امیر علیہ السلام

اور نقودِ مناقبِ بے منتہی ثنا ملا تعد و لا تحصیٰ بہ پیشکش معانی خطبۂ امامت کی ہے جسنے
ہمیشہ برقِ رخِ ذوالفقار معرکۂ کفار مین چمکایا زبانۂ تیغِ شرربار سے خرمنِ
شرکِ مشرکان جلایا اوسکی شان مین تیلو اشاہد آیا اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا

حضرت نے فرمایا تاجِ ہَل اَتیٰ فرقِ مبارک پر درست خلعتِ لافتیٰ قامتِ زیبا پر چست کعبہ مین ولادت مسجد مین شہادت صاحبِ شمشیرِ دوپیکر قاتلِ مرحب وعنتر سلمان کا یاور قاضیِ بازوِ کبوتر ہے علیؑ کو کہین کیون نہ دستِ خدا کہ خیبر کا مشہور ہی ماجرا ❊ ولیِ خدا ابنِ عمِ رسولؐ ❊ شہِ اولیا ہی وہ زوجِ بتولؓ

قلم کو یہ طاقت یہ قدرت کہان
کہ توصیفِ حیدرؓ مین کھولے زبان

خطاب بجانبِ طبع

ہان اب اہی طبعِ باغبانِ سخن
ہی یہی وقتِ امتحانِ سخن

ہی یہ موقع سخن سرائی کا
وقت ہی طبع آزمائی کا

آج دیکھین تو ہم تری جودت
ہی یہ اوس شاہزادے کی مدحت

کہ جو خود بلبلِ فصاحت ہی
طوطیِ گلشنِ بلاغت ہی

کوکبِ چرخِ نکتہ دانی ہی
بلبلِ گلشنِ معانی ہی

سبحان اللہ ایسا شہزادہ جم وقار ہی سکندر جسکا آئنہ دار ہی فغفور جاہ قیصر نگاہ جم حشم دارا خدم فریدون احتشام سنجر احترام کسریٰ معدلت خسرو منزلت

زیبِ سلطنت رونقِ مملکت اخترِ تابندۂ فلکِ برتری مہرِ درخشندۂ سپہر
والاسری مظہرِ فیوضِ غیبی مؤید بتائیدِ لاریبی نظم

تابعِ حکم اہلِ ہفت اقلیم
چند ارسطو صفت حکیم و ندیم

مرتبے مین فلک سے بڑھکر اوج
مثلِ انجم ہی فوجِ دریا موج

جود و بخشش مین بے عدیل کہون
کہون حاتم اگر بخیل کہون

نام کو بھی نہین ہی کوئی فقیر
کھیل ہی بانٹنا زر و جاگیر

مال و زر سے بشر ہی کیا ہین غنی
کہ ہوس تک ہوئی ہی مستغنی

باز رہتا ہی بابِ فضل و کرم
اوسکے در کا گدا ہی اِک حاتم

عدل کی اوس چمن مین ہی یہ بہار
کوئی نالان نہین سوائے ہزار

گر کسی رنگ سے وہ ہاتھ آتا
چور مہندی کا بھی سزا پاتا

اور اوس جم سیر کو کیا کہیے
موجد آئینِ عدل کا کہیے

شاہزادۂ نامدار رشکِ فغفور غیرتِ قیصرِ روم اوسکے کمالاتِ ظاہری
اور باطنی کی شہرے سے تا ثریا دھوم فنِ شعر و سخن مین لاثانی اوستاد

انوری وخاقانی اوسکی نظم ونثر سے منشیان عطارد قلم اور شاعران حسان رقم بلاغت نشان کا قافیہ تنگ ناطقہ لال نظیر ایسے نظیر آفاق کا چار دانگ عالم مین عسیر اور محال طرح سخن آفرینی مین فرد مضامین گرما گرم سے بازار شعرا سرد اوس مہر آسمان وقار کے فیض کلام سے زباندانون کا ذکر نہین مردم بیرونجات کے وہ روزمرے ایسے محاورے کہ اگر شعراے اطراف وجوانب سنین تو عقل دنگ ہو قافیہ تنگ ہو نور کا دیوان فصاحت پر سخن آفرینونکی عقل حیران جان قربان پرچہ الماس ہر مصرعہ تر قلب وجگر حاسد کو خنجر تشبیہ کشی مین لاثانی بہزاد غش حیران مانی اگر مصور چین وہ تصویر نگاری صفحہ کاغذ پر گلکاری دیکھتا ہاتھہ بھول جاتا تختہ ارژنگ خط غلط سمجھکر بھول جاتا من کلام ظہوری

کمر جون در فن صورتگری بست	قلم از طرہ حور وپری بست
ز نقاشی برنگ چہرہ آراست	کہ نقش سادہ اش چین رونما خواست
اگر بلبل کشد آواز بشنو	دہد آوازہ را پرواز بشنو

نگیرد طائرش بر صفحہ آرام | نسازد گر بر آشیں مہر خود دام

مریخ جلال جرأت کے سامنے رستم بدتر از زال اگر وصف پردلی اور جبارئی شاہزادہ تہمتن تو ان زبان پر آئے گور بہرام گور کی کانپے روح اسفندیار تھرائے

ابیات

گر کسی دن ملاحظے کے لیے | تیغ پُر تاب میان سے نکلے
گور مین کانپنے لگے بہرام | تھرتھرا جائے روح رستم و سام
شیر گردون برنگ گاو زمین | داہن خاک مین ہو گوشہ گزین
وہ مرصع ہی تیغ زیب کمر | فتح و نصرت ہین جسکے جوہر
ہو یقین دیکھکر وہ برق جمال | پہلوی آفتاب مین ہی ہلال
ماہ نو بھی ہی ایک کہنہ نیام | ہیلدر گی کا عقد پروین نام

قطعہ

صفت تیغ ہو بیان کیا کیا | ہان کسیدن اگر میان و غا
جوہر اپنے وہ شعلہ تاب کہائے | خرمن ہستی عدو جل جائے

جبکہ وہ تیغ صاعقہ پیکر
نکلے ابرِ نیام سے باہر

دیکھکر کتنے اوسکو دنگ رہین
کتنے جوہر شناس صاف کہین

کب حسامِ اجل خرام ہے یہ
مہرۂ افعیِ نیام ہے یہ

تیغ کی چال آفتِ جان ہے
صاف رفتارِ نازِ خوبان ہے

کیون نہ کہیے کہ ذی فقار ہے تیغ
خاص شاگردِ ذوالفقار ہے تیغ

قطعۂ دیگر

ہے یہ اِک اوسکی کاٹ کا جوہر
جب دمِ جنگ فرقِ اعدا پر

یا علی کہکے ایک ہاتھ لگائے
لذتِ ضربِ ذوالفقار دکھائے

خود وسر کاٹ کر نہ ٹھہرے ذرا
نکلے نائے گلو سے مثلِ صدا

پھر تصور کی طرح دل مین در آئے
جگر و دل کو مثلِ غم کھا جائے

لیکے دم سینے سے بھی خاطر خواہ
نکلے چشمِ زرہ سے مثلِ نگاہ

کاٹ کر وہ زمین پر اوترے
پشتِ گاوِ زمین پہ پھر دم لے

چشمِ بد دور شاہزادہ مرا
آج شہ زور ہے وہ نامِ خدا

لیکے جھٹکی مین وہ سے کے ہر گاہ | صاف سٹ جاوے نقشِ سکۂ ماہ
یہ تو طاقت کی تھی ضعیف مثال | ہو اگر کوہِ بو قبیس سا نال
یون اوٹھالے زمین سے وہ کمل | جس طرح ایک دانۂ خردل
قوت و زور کا تو یہ ہے حال | سنیئے احوالِ حلم نیک خصال
کوئی مجرم جو سامنے آئے | سے یہان خوب سے سزا پائے
کہتے ہین دیکھکر یہ اہلِ شعور | اوسکے جامے مین ہی ملک کا ظہور
حلم تو یہ کبھی جو غیظ آئے | جسمِ ضرغامِ چرخ تھرّائے

شاہزادہ سپہر اقتدار کیوان وقار نے نفیس مزاجی سے کوٹھی کو ارم سرشت بنایا بلکہ نمونۂ بہشت بنایا آراستگی ایوان درستی مکان ہمواری زمین طیاری قصورِ ارم تزئین سے کوٹھی کے صحن کو ایسا بنایا جس پر ارم ذات العماد کا عالم نظر آیا ہر مکان کے سقف و جدار پر طلائی گلکاریان نئی طیاریان شیشہ آلات منتخب روزگار کثرتِ آئینہ بندی سے حلب کا بازار تصویرونکے مطلا فریم کسی مین شکل انگریز کسی مین شبیہ ہر مکان نقش طرازی مین

رشکِ نگارخانۂ چین و فرخار درجہ ہاے تحتانی اور فوقانی مین فرشِ
زرکار چاندی کے پلنگ سونیکے چھپر کھٹون سے کمرے سجے مسند
تکیے نادر طراز لگے صحن مین ہجومِ اشجار گلہاے بوقلمون سے رشکِ گلزار

مثنوی

زمین غیرتِ وادیِ طور ہی
جدھر دیکھیے کثرتِ نور ہی

بہارِ چمن طاقتِ جان و دل
سرورِ جگر راحتِ جان و دل

مسطّح ہین اسطرح صحنِ چمن
گلون سے ستارون کی ہی انجمن

کہین تختۂ یاسمن ہی کھلا
معطّر ہی خوشبو سے بادِ صبا

کسی جا پہ نسرین کہین نسترن
لطافت نزاکت چمن در چمن

شبِ مہ مین شبّو کی طرفہ بہار
سحر کے ستارونکا نور آشکار

وہ ہر جا پہ سٹرکونکی سرخی عیان
شفق کا ہو بے شبہہ جسپر گمان

بہ تفصیل ہر شی کا گر ہو بیان
تو ہو طول مین صورتِ بوستان

ابیات

ساقیا دے وہ بادۂ سرجوش | جسکے اک جام سے مین ہون بیہوش
پھر پیرِ مغان نکہت آمیز | دختِ رز کی دکھا مجھے تصویر
سرخ ہو جائے رنگ انسان کا | سُنکے مضمون اوسکے دیوان کا
اوسکو سُنکے ذرا نہ تاب آئے | سُننے والون کا دَم پھڑک جائے
چار سُو ہو بلند شورِش واہ | روحِ سعدی کہے جزاک اللہ

اس زمانِ فرحت توامان اور ہنگامِ میمنت اقتران مین دیوانِ لاجواب کتب خانۂ جہان مین نایاب ریختۂ خامۂ جادو طراز شاہزادۂ قمر جاہ خورشید کلاہ معدنِ جود و نوال مخزنِ فضل و کمال ذی وقار بلند اقتدار فنِ نظم مین فرزدق سے زیادہ سپہرِ سخنوری کا ماہِ دو ہفتہ اولادِ اکبر حضرتِ شاہِ اختر و الاصدر فریدون قدر میرزا محمد ہزبر علی خان بہادر بحرِ شہریاری کا بے بہا دُر دام اقبالہٗ و ضاعف اجلالہٗ نے ایسا دیوان زبانِ معجز بیان سے ارشاد فرمایا جسکے مطالعے سے شعرانے مضامینِ فردوسی خاقانی اور انوری کا لطف اوٹھایا اگر تعریفِ نظم و نثر اوس جالسِ

چار بالش جہانبانی اور سخندانی کی بیان ہو خطوطِ شعاعی قلم مجمرہ خورشید درخشان ہو شاہزادۂ کیوان جناب کی نازک خیالیون پر عقل نہین لڑتی کوئی بات کہتے سُنتے بن نہین پڑتی کہ ایسے نادر و بےمثل دیوان نے کس حُسنِ انتظام سے انجام پایا جسے سُنکے روحِ جامی اور نظامی نے احسنت و مرحبا فرمایا نفس الامر مین شاہزادہ امرؤ القیس زمان ہی اپنے وقت کا سحبان ہی نثاری مین وحیدِ عصر نظم مین یکتاے دہر عبارت کا وہ تسلسل جسکا ہر فقرہ غیرت دہِ داستانِ گُل و بُلبُل نثرِ مسجّع کا وہ رنگ کہ منشیانِ بلاغت نشان کی عقل دنگ زبان اوسکے وصف مین عاری سلسلہ بندی کے روبرو بے آب گہر کی آبداری جس جگہ نظم مین طبع آزمائی کا رنگ دکھایا بالغ کلامی کا ایسا دریا بہایا کہ خاقانی کی روح پانی پانی ہوگئی نظیری کی عقل غوطے کہانے لگی نظامی کہ نظم و نثر مین بڑے نامی اور گرامی تھے شہزادۂ والاجناب کا اگر رنگِ نظم و نثر دیکھتے تو نقدِ حواس کیسۂ دماغ سے کہوتے اپنے خمسے کو عرقِ انفعال سے دہوتے

جہان قلم برداشتہ سادی سادی مطلب نگاری ہی ایسا ایسا فقرہ دل بستہ اور شعر برجستہ زبانِ قلم پر آیا ہے جسکے سامنے سعدی کی گلستان بوستان پر رنگِ خزان چھایا متاخرین مین مشہور دھوم دھام سے خسرو کے نام سے پنج گنج ہی مقابلے مین دیکھے اگر دقیقہ رس او نکتہ سنج ہی ہر سطر مسلسل پیچان مطلب سے دست و گریبان گھونگروالی زلف شاہد معانی پر نور ہی گیسوی حور سے تشبیہ ناقص دینے والے کی عقل کا قصور ہی ہر جملہ جادو طراز کشش دل کو بے کوشش نقشِ تسخیر ہی عنقای بلند پرواز معانی ہر فقرہ اور ہر شعر مین پا بزنجیر ہی جلی کٹی کی تحریر نشتر محبت کی تقریر سامری کا منتر نثر ایسی شستہ رفتہ نظم کا باغ کھلا ہوا شگفتہ طبیعت نام خدا عاشق تن معشوق مزاج روانی مین بحرِ مواج ہر بیت سے کے روبرو بیت ابروی معشوقان ناموزون ہر مصرعہ تر پر سرو کا جگر خون غزل یا قصیدے کے مطلع سے جو مطلع ہو وہ سمجھے کہ لاجواب ہی مقطع مطلعِ خورشید سے زیادہ باآب و تاب ہی نثر کے ہر فقرے نے لآلی منظوم کا عالم دکھایا نظم کے

ہر مصرع نے ناوک بنکے لنسرِ طائر کا نشانہ اوڑایا جہان عاشق معشوق کا بیان ہی لیلی مجنون کی داستان ہی کہین حُسن کی تعریف عشق کی مذمت یوسف کا قصہ زلیخا کی حکایت ہر شعر معنی پرستون کے لیے بُت ہی جو مضمون ہی وہ اچھوت ہی ترکیب اور بندش صاف صاف ہر بیت پر صاد چشمِ اہلِ انصاف جس مطلع مین رزم گستری ہی گویا ذوالفقارِ حیدری ہی کلکِ جادو نگار شاہزادہ نامدار کی سلحشوریان گرنگ طبعِ جواد کی مُنہ زوریان اِن دونون نے عبارت آرائی اور شعر گوئی کا ایسا میدان مارا کہ دبیر فلک نثرِ دلپذیر اور نظمِ بے نظیر اوس عطارد تحریر کی دیکھکر ماشاء اللہ چشمِ بد دور پکارا کبھی اوس کیوان وقار کے حضور مین اگر شعر و سخن کا ذکر آیا شہزادہ حجاہ نے ایسا خوش بیانی کا رنگ دکھایا

کہ حاضرانِ حضور کو پیکرِ حریر بنایا **نظم**

عاشقانہ کبھی غزل پڑھنا	کبھی اشعارِ برمحل پڑھنا
سامری کیطرح سے سحر بیان	شمعِ بزم فسانہ شعلہ زبان

گر سراپا میں وہ کرے تقریر
ورقِ دل پہ کھینچ دے تصویر

حسن کے جب بیان پر آئے
دلِ زاہد بھی بھر بھرا جائے

رزم جس دم زبان پر لائے
سام و رستم کی قبر تھرّائے

لب پہ جرأت کی گر حکایت آئے
دلِ نامرد میں حرارت آئے

وحشت انگیز جب کرے تقریر
دشت کو بھاگے قیس کی تصویر

دلِ سامع ہو وقتِ افسانہ
نوکِ شمعِ زبان کا پروانہ

رشکِ عمرِ خضر ہے فکرِ رسا
ہے زبان موجِ بحرِ ذہن و ذکا

ہو نہیں کس کس صفت میں گرم سخن
اِک ازان جملہ ہے یہ شعر کا فن

سب فنون میں ہے جو کہ مشکل تر
عاجز آئے ہیں جسمیں دانشور

اس فصاحت سے وہ بھی فرمایا
کہ جو حسّان بھی سُنکے شرمایا

کی وہ بات اصطلاح میں پیدا
دل سے اہلِ زبان ہوے شیدا

روزمرّے نے دی سخن کو جلا
شوخ و رنگین محاورہ ایسا

سُنکے رنگینیِ گُلِ تقریر
خود کرے ہیچ بلبلِ تصویر

یہ ہیچمدان ژولیدہ بیان ایسی قابلیت اور استعداد کہان پائے جو ایک شمہ
تعریف عبارت آرائی اور نظم سرائی ایسے کامل العیار وحیدِ روزگار کی
زبان پر لائے اُسکے لیے زباندانی فکرِ عالی نازک خیالی طرزِ تحریر
بالغ کلامان آئینِ تقریر سخندانان مقدم خوش کلامی چاہیے یاد مضامین
کتبِ جامی اور نظامی چاہیے اِس ہیچمیرز کو اتنی استعداد نہین اساتذہ کا کلام
یاد نہین جرأت نہین ٹڑپتی عقل نہین لڑتی کہ یہ نحیف حاملِ بارِ گران ہو مور
ضعیف سے کارِ سلیمان ہو جو شاہزادہ والا احترام کی تصنیف ہے وہ پسندِ وضیع و
شریف ہے صاف صاف عبارت بیان مین سلاست اشعار مین آورد کا
نام نہین لطف سے خالی کوئی مقام نہین حُسنِ رنگ کہ ممدوح الالقاب
سکندر جناب نے لکھکر چھوڑ دیا قلم توڑ دیا اِس فن مین لاجواب ہر تصنیف
اوسکی انتخاب پاکیزہ زبان گویا بُلبلِ ہندوستان بیان فصیح ایک شعر کو
دوسرے شعر پر ترجیح ترکیب اور بندش لا اُبالی نہین کوئی شعر مضامینِ عالی
سے خالی نہین غرض دیوانِ شاہزادہ کیوان ایوان کا سراسر بیعدیل

اور انتخاب ہی اوّل سے آخر تک بے مثل اور لاجواب ہی

تاریخ طبع دیوان بلاغت عنوان از نتائج افکار لائق الدولہ بہادر

ارشاد ہوا ہی خوب دیوان — نازان جسپر ہی خوش مقالی
کیا کیا ہین صنائع وبدائع — خوبی مین ہی ہر غزل نرالی
بہزاد قلم نے واہ کیا خوب — کھینچی ہی شبیہ بے مثالی
آمد سے بھرے ہین سب مضامین — آورد سے ہی کلام خالی
ہر شعر گل سر سبد ہی — پھولونکی ہر اک غزل ہی ڈالی
زندہ ہوتے تو وصف کرتے — فردوسی و جامی وہلالی
اللہ رے صفای حسن بندش — ہی گرد سفینہ زلالی
دیتا ہی مزہ مشاہدے کا — مضمون ہی جسمین بسکہ خیالی
پیش دُر ہاے معنی صاف — بیقدر ہی مخزن لآلی
شاہد کر عرض بہر تاریخ — ہی نظم کلیم طبع عالی

۱۲ھ ۹۷

قطعاتِ تاریخ ترتیبِ دیوانِ مبارک طبعزادِ شیوہ بیانِ مہاراجہ جیگوپال سنگہ بہادر متخلّص بہ ثاقب دیوانِ قدیم عالی تبار حضورِ پرنور عالیجناب حضرت مصنف معلّیٰ القاب

گنامِ سخن را ہنر پروری
بہ سلطانِ اختر فروغِ نظر
پیِ فیضِ بخششِ ہر خاص و عام
دلم ثاقب از بہرِ تاریخِ سال

جہانِ سخن بلکہ جانِ سخن
خدیوِ زمین و زمانِ سخن
بفرمود یکجا بیانِ سخن
بگفتا بود گلستانِ سخن
۱۲۹۳ھ

ایضاً

دیوانِ ہنر بر شد مدوّن
ثاقب تاریخ سال و ماش

روحِ اسدی بران تصدّق
واضح شدہ جودتِ تعشّق
۱۲۹۳ھ

تقریظِ دیوانِ مبارک نتیجۂ فکرِ صائب سخنورِ یکتا و وحید

منشی عبد المجید صاحب ملازم سرکار حضور پرنور عالیجناب حضرت

مصنف معلی القاب

حمد ایزد و نعت احمد مدح شاہ ذوالفقار
جوہر تیغ زبان ہر دم نماید آشکار

وه چه جوہر جوہر لطف بیان حسن سخن
آنکہ آرد راحت روح و روان بر روزگار

بعد ازین خامہ ندرت طراز و نامہ دلنواز بحسن گزارش و زیب نگارش برخی از
احوال عظمت اشتمال مصنف این دیوان فیض بنیان و مرصف این سفینہ
بلاغت نشان اعنی جناب شاہزادہ رفیع المکان بحر کرامت و امتنان حاتم دوران
والا دودمان محمود الفضائل محمود الاماثل مجمع مکارم اخلاق منبع محاسن
اشفاق عاطفت پژوه سکندر شکوه فرخنده منظر والا گوہر سرو جویبار
مملکت و اجلال تازہ بہار گلشن سلطنت و اقبال عظیم الشان صاحب عالم
و عالمیان جنرل فرید و نقد میرزا محمد ہزبر علی بہادر متخلص بہ ہزبر
دام اقبالہ و قام اجلالہ بعین افتخار علم ست و منشور عزت و مباہات بکلقم

واضح باد کہ ولادت باسعادت جناب مصنف عظمت کیش در زمانہ سلطنت جدّ امجد خویش اعنی اعلیٰ حضرت اریکہ آرای مغفرت آب ابوالظفر مصلح الدین جاہ ثریا سپہر شکوہ سلطانِ عادل خاقانِ زمان محمد امجد علی شاہ بادشاہ جنت مکان انار اللہ برہانہ و عہدِ ولیعہدی پدرِ عالیقدر اعنی حضرت قدرِ قدرت ابوالمنصور ناصر الدین سکندر جاہ بادشاہ عادل قیصر زمان سلطانِ عالم محمد واجد علیشاہ بادشاہِ اودھ متخلص باختر بسط اللہ ظلال امتنانہٗ و افاض علی العالمین برّہٗ و احسانہٗ بمقام لکھنؤ کہ بیت السلطنۃ ملکِ اودھ بود در آغاز ۱۲۶۱ھ ہجری مطابق ۱۸۴۵ء وقتِ ظہورِ طلیعہ فجر بسانِ مہر انور رو نمود تاریخ ولادت آن عالیجناب بالارث والاستحقاق از اعدادِ جوان اختر روشن تراز آفتاب عالمتاب و تبینِ و سال در ۱۲۶۳ھ ہجری ہنگام اورنگ آرائی پدرِ عالی قدر از مرتبہ شہزادگی برتبہ والای شاہزادگی فائز گردید و در ۱۲۶۵ھ ہجری بعنایات باری حسب آئینِ دودمانِ شہریاری بمنصبِ جلیلہ جرنیلی اعنی سپہ سالاری از پیشگاہ خلافت و جہانداری تصاعد گزید و در ۱۲۶۷ھ ہجری بآئین دخترِ

بلند اختر نواب مدار الدوله منتظم الملک سید علی نقی خان بهادر سهراب جنگ
وزیر اعظم ابتدائی ورزیده و در سنه ۱۲۷۲ هجری بعد انقلاب سلطنت اوده و
خلع مملکت هنگام توجه حضرت قدر قدرت بعزیمت کلکته و لندن همرکاب
والدین عظمت قباب بکلکته رسیده و منظور نظر شفقت پدری و مطمح نگاه
عاطفت اختری بوده در همین جا بتحصیل فضائل علمی و عملی کوشید و در
سنه ۱۲۹۱ هجری بعد انتقال مرزا محمد حامد علی بهادر ولیعهد جنت نشین که تمام
دوران نقش اکبریت و ارشدیت اولاد امجاد شاهی بنام نامی آن برگزیده
انام بست نقش اقتدارش بدربار گورنری به پرایوت اتری نشست و
در سنه ۱۲۹۴ هجری که تعیین دربار قیصری بمقام دهلی و اجتماع کل روسا و
مهاراجگان و فرمانروایان عالیشان هندوستان روداد و اهالی گورنمنٹ
عالی آن عالیجناب را هم بدعوت فرمود آن عالیجناب جریده طور عزیمت
دهلی کرده شریک دربار دُربار گردیده بحصول تمغای قیصری پرداخت
و مشاهده کیفیت دربار که واقعی حینی من الاحیان و آنی من الآوان

درزمان سلطنت پیشین سلاطین سلیمان نگین هندوستان نبوده باشد
و نیز معاینه متانت عمارات قلعه و اماکن ندرت بنیان و مسجد جامع و مقبره
همایونی و دیگر شارستانهای معروفه آن شهر نزهت نشان و مزارات عظیمه و
مقامات فخیمه خصوصاً زیارت مرقد منور و مضجع مطهر جناب غفران پناه خلد آرامگاه
نواب منصور علیخان بهادر صفدر جنگ جد اعلای خویش فرموده بروز بستم
مراجعت بکلکته ساخت و در سنه ۱۲۹۵ هجری اهالی گورنمنٹ عالی نظر مفاخر و
معالی آن عنوان مثال بمثالی تعیین و تفریق پنجهزار روپیه ماهانه منجمله یک لک
روپیه مشاهره مصارف شاهی فرمود و خیال حفظ مراتب وی ازبرارت
عدالتها و دیگر مدارج اعزاز هرگونه بدل افزود ازانجا که آن عالیجناب قبل از این
درزمان شیوع شباب گاه بیگاه بموزون نمودن غزلها بزبان اردوی معلی
بزم سخن می افروخت و اکثر باصلاح آن از حضور پدر عالیقدر بهره می اندوخت
و چون بمقتضای بلندخیالی و طبیعت عالی آنرا هیچ تصور کرده توجه بتدوین
آن نمی فرمود آن همه متفرق و پریشان افتاده بود در سنه ۱۲۸۳ هجری

نشاط افزای دلها گردید چنانکه جودت تعشق نام تاریخی نسخهٔ موصوف
بپیرایهٔ اظهار پوشید از آن زمان اگرچه آن کلام فصاحت بنیان از تشتت
در امان ماند لیکن همچنان در حیز دوران ماند الحال روزی هنگام حضور
بعض ماهران معانی و تذکرهٔ شعر و سخن که ذکرش بمیان آمد و همان وقت
طلب شده بعض غزلها ازان سامعه نواز حاضران گردید هر یکی محظوظ گشته
دربارهٔ طبع آن باصرار کوشید آن وقت برای طبع در مطبع رسید بل مطبع
و اهل مطبع بطبع آن بپیرایهٔ افتخار در بر کشید الحق دیوانیست فصاحت قرین
و سفینه ایست بلاغت مشحون هر مطلعش روشن تر از مطلع آفتاب و هر مقطع اش
مثل مقطع ماهتاب انتخاب هر بیتش چشم نمای بیت ابروی شاهدان رعنا
و هر مصرع برجسته اش رشک قامت سهی قدان سرو بالا هر لفظش معنی انگیز
فصاحت هر حرفش نکته خیز بلاغت غرضکه خوبی آن تعلق بدیدن است
نه بشنیدن چنانکه ذائقهٔ نعمت بچشیدن است نه بدیدن او تعالی
تقدس مصنف عالیشان را مع اولاد امجاد بسایهٔ عاطفت حضرت

بادشاہِ سلیمان مرتبت دائماً زیب افزای صدرِ اقبال و عظمت داراد
و این دیوانِ فیض بنیان را کہ عین ارشادِ شادوزادہ طبعِ وقاد
آن عظمت پناہ دست جا ووان نقشِ لہای شیفتگانِ جہان گردانا
بحرمۃ النبی وآلہ الامجاد الی یوم التناد

قطعہ تاریخِ طبعِ دیوان

دیوانِ ہنر پر جو چھپا ہی
اظہارِ جلالِ عشق ہی یہ

چھپنے کی ہی اوسکے صاف تاریخ
تصویرِ کمالِ عشق ہی یہ
۹۷ ۱۲

تقریظ خامۂ بلاغت شیم منشی محمد عبد العزیز صاحب اعجاز رقم

ستایشِ ستودہ توانای بی ہمتا و دانای نہان و آشکارا کو گوارا کہ قطعۂ زبان کو جوہرِ ثمینِ تکلم و ترنم سے مرصع فرمایا اور نرم ضعیف البنیان کو گوہرِ شب چراغ دانش و خرد سے مصنع فرمایا و نیایشِ لا تحصی جناب

رسول الثقلین شہریار خافقین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلعم کو سزاوار کہ جسنے
فروغ ہدایت اور شموع شریعت سے ظلمتِ کفر و شرک کو مرتفع فرمایا اور
گوہر فروزندۂ اسلام سے گم کردگانِ راہِ حق و یقین کو مجلّی و منتفع فرمایا
امّا بعد محمد عبدالعزیز اعجاز رقم سہسوانی ہستوہی نادانی و خستوی
کج مج زبانی نگار بندِ مدعاہے صفیر قلم نئے رنگ سے نغمہ سرای دیدنی
کو نوید شنیدنی کو مژدہ جاوید کہ اس زمانِ میمنت اقتران مین دیوان
بے نظیر مجموعۂ غزلیاتِ دلپذیر مصنفۂ جناب معلّی القاب ہزبر بیشۂ سخنوری
ضرغام غاباتِ معنی پروری حلی بندِ اریکۂ فضل و کمال مرسلہ پیوندِ گلوی جاہ و جلال
ثریا اقبال مہ تمثال صاحبِ عالم و عالمیان جرنل فریدون قدر
میرزا محمد ہزبر علی بہادر خلف الصدق حضرت شاہ جمجاہ خورشید کلاہ
کیوان بارگاہ عالم پناہ ظلّ اللہ سلطان ابن سلطان خاقان البحرین
قاآن البرین خدیو برجیس شکوہ خسرو حق پژوہ ابو المنصور ناصر الدین
محمد واجد علی شاہ بادشاہِ اودھ اعاد اللہ ملکہ و سلطنتہ

مطبع نظامی ہین اسمین آب و تاب چھپا ماشاء اللہ چشم بد دور دیکھا
نہ سنا نقش و نگار لوح سے بہار گلزار کو ندامت حسن خط و صفائی
طبع سے بہشت کو خجالت سبحان اللہ و بحمدہ اس مطبع کو اثر نگ چین
کہنا بہشت کو گل خزہرہ سے آرایش کرنا ہی اور نیرنگ پرستان سے
نسبت دینا گویا بذریعہ آئینہ ماہ کی نمایش کرنا ہی کیون نہو مہتمم محمد عبدالرحمن خان
صاحب کیسے صاف باطن ہین بہ مصفاے طبع ظاہر ہی تعجب کی
بات نہین جلا و صفا بزرگترین صفات نہین مولوی محمد یعقوب صاحب
منصرم کیسا سلیقہ شعار کہ جسکی تمیز و حسن کارگزاری کو تمام روز بازار
کاتب عطارد قلم ہی جو حرف قلم سے نکلا گویا حسن کے سانچے مین ڈھلا
ہر حرف سے جوبن ابھرا پڑتا ہی سواد خط سے سواد چشم آہو کا دھوکا
پڑتا ہی مصلح سنگ فرہاد چنگ دستکاری مین مانی کا اوستاد نقش نگاری
مین غیرت بہزاد نور علی نور جو مطبع ایسے تردستان اعجوبہ روزگار کا
مرجع ہو پھر وہان کیون نہ اس حسن صفا سے کتاب منطبع ہو واہ وا

کیا دیوان ہی کہ دیکھنے سے آنکھین نور پاتی ہین انا النور کا دم بھرتی ہین مردم دیدہ مردمک چشم حور عین کو مات کرتی ہین بلاغت کو کوٹ کوٹ کر بھری ہی فصاحت کو برتری ہی ہر غزل مین شوخی بھری ہی رنگینی مضامین تازہ و بیگانہ فرزانہ سخن سنجون کو یگانہ معانی کی اوج پر مبانی کی موج پر شاہدان طناز کا بانکپن فریفتہ و دیوانہ غزل مثل غزال ہمدوش برجستگی از مطلع تا مقطع ہم آغوش بستگی درستی مبانی چستی معانی دل لبھا رہی ہی شوخ چشمی خوش نگاہون کو آنکھین دکھا رہی ہی بندش الفاظ مانوس دل بند فصحای عالم کرسی نشینی حروف ہم حسن طاؤس خاطر پسند شاعران شعری شمیم جو بیت ہی بیت المعمور حسن و جمال ہی ہر شعر مین چوچلہ و حبیب بول چال ہی محاورے کی خوش اسلوبی روزمرہ کی خوبی سلاست کی محبوبی قافیہ کی مرغوبی دل لیتی ہی شگفتگی ردیف شستگی الفاظ ناطقہ و باصرہ کو مثل ذائقہ مزا دیتی ہی مصرع برجستہ حقہ سربستہ گوہر آبدار ہی ہر شعر یہ شعری فلک شا ہی اگر نظم دیوان کو نظم کواکب تابان کہیے تو مستحسن ہی غرض تمام دیوان سے ہویدا ہوتا ہی کہ سب کلام

روشن ہی دیوانِ تجلی اِس دیوان سے استنباطِ ضیا کرتا ہی دیوانِ ہلالی اسکے سامنے بیشِ آفتاب ہمتاب سُہا ہی الٰہی صاحبِ دیوان سریرآرای سلطنت ہو آگے تاریخ پر ختمِ کتاب و عبارت ہو

قطعات تاریخ

ہست دیوانی کہ این شد بیانِ عندلیب
یا برگِ گُل رقم شد داستانِ عندلیب
از نسیمِ فکر اندر گلشنِ ذہنِ رسا
انجنین گُل کرد تاریخش فغانِ عندلیب

ایضاً

چہ دیوان چو آن ہیچ دیدہ ندیدہ
چو نیسان سراسر گہر بارِ نظم
پی سالِ تاریخ اعجاز گفت
زہی زیب آباد گلزارِ نظم
۱۲۹۷ھ

ایضاً

دیوانِ ہنر بہ بیشۂ جود
مطبع سے وہ تابناک چمکا
تاریخ ہی سر جھکا کے اعجاز
خورشیدِ کلامِ پاک چمکا
۱۲۹۷ھ

ایضاً

چه دیوانِ هنر پر نکته دانی — که هر شعر ترش معجز نظام ست
رقم شد از لبِ اعجاز تاریخ — کلامِ شه بلی شاهِ کلام است

ایضاً

کچھ عجب دیوان لکھا صد آفریں — ہر لطافت خیز جسکی ہر غزل
رکنِ آخر مصرعۂ آخر ہے سال — ہر غزل نامِ خدا ہے ہر غزل

قطعات تاریخ از جناب محمد عبدالرحمن خانصاحب شاکر مالکِ مطبعِ نظامی

جب کلامِ ہنر برِ عرش وقار — نکہت افزائے نافۂ تاتار
ہوا مطبوعِ طبعِ اہلِ جہان — یہ گلِ گلشنِ ہمیشہ بہار
فکرِ تاریخ کی جو شاکر نے — آئی آوازِ غیب یہ یکبار
ایسی صنعت سے دو لکھو مصرع — جس سے ہجری دو سال کا ہو شمار
ہاتفِ غیب سے سنی جو صدا — یہ دو مصرع لکھے گلِ بیخار

قدِ خوبان ہی مصرعِ عمدہ ۱۲۹۷ھ | بیت ہی بیتِ ابروی دلدار ۱۲۹۷ھ

ایضاً

دیوانِ ہنر بر پُر فصاحت
صحّت سے ہوا جو چھپکے طیّار
شاکر کو ہوئی جو فکرِ تاریخ
دیوان چھپا لطیف عمدہ ۱۲۹۷ھ

ہی عینِ سوادِ سرمۂ طور
یہ نورِ نگاہِ دیدۂ حور
ہجری مین لکھا یہ شعرِ پُر نور
ماشاء اللہ چشمِ بد دُور ۱۲۹۷ھ

ایضاً

یہ کلامِ خسروِ ملکِ سخن
جب چھپا شاکر نے سالِ انطباع
مشکبو ہی سنبلِ باغِ ہنر بر
یون لکھا ہی یہ گلِ باغِ ہنر بر ۱۲۹۷ھ

قطعۂ تاریخ طبع از عاجز محمد یعقوب منصرم مطبع نظامی

از نظمِ ہنر برشہِ اقلیمِ سخن
چون نسخۂ اشعار بہ بلاغت شد طبع
یعقوب نگاشت حسبِ حالش تاریخ
دیوانِ زبان پُر فصاحت شد طبع ۱۲۹۷ھ

ایضاً

دلکش و مرغوب جان دیوان تو شت | لعل و دُر در رشتۂ اشعار سُفت
فکرِ من یعقوب بہرِ سالِ آن | بینظیر و بے بدل دیوان بگفت

۱۲۹۷

ایضاً اُردو

عجیب موزون چھپا ہی دیوان کہ جسکا ثانی نہین جہان مین
بہارِ تصویرِ حُسنِ گلشن چمن لطافت تمامِ رنگین
جو رنگِ تاریخ کو کیا گُل تو بُلبلون سنے یہ راگ چھیڑا
کلامِ عالی کمال احسن کلامِ قابل کمال شیرین

۱۲۹۷

تاریخ طبع دیوان بلاغت عنوان طبعزاد شاعر جادو خیال ناظمِ رنگین مقال منشی عنایت حسین صاحب بلگرامی ملازمِ مطبع فیض منبع نظامی

صاحب عالم کا یہ دیوان ہی رشکِ لالہ زار | گوہر مضمون جو ہین اِسکے دُرِ شہوار ہین

ہین یہ ردیفین برقِ تابان قافیے ابرِ بہار — نقطۂ و الفاظ سب رشکِ گل و گلزار ہین
مطلعِ خورشید مطلع جدولین ہین کہکشان — مہرِ روشن دائرے مدّین شعاعی تار ہین
بحر ہی ہر اک غزل کی شکلِ دریا موجزن — کشتیِ طبعِ روان کے جسمین بیڑے پار ہین
صاد کیونکر ہو نہ اپنے چشمِ اہلِ دید کا — بیتین اسکی بیتِ ہائے ابروِ خمدار ہین
تازہ گلبن ہین جو باغِ شہریاری کے لا — یہ وہیں کی طبعِ رنگین کے گلِ بیخار ہین
کشورِ معنی کے بیشک ہین یہ شاہِ نامدار — شعر کے روے زمین کے حاکمِ مختار ہین
کسطرح محبوبِ اہلِ دل نہو انکا کلام — عاشقِ آلِ نبیؐ و حیدرِ کرّار ہین
لکھہ عنایت مصرعِ تاریخ باجہدِ آفتاب — نور کا دیوان چھپا ہی نور کے اشعار ہین

۱۲۹۷ ھ

تاریخ طبع از حافظ محمد ابوسعید خان صاحب خلف مالک مطبع نظامی

ہنر پرور خسرو ملکِ سخن فریدون قدر — سپہر رتبہ و خورشید جاہ و عرش وقار
ز بہرِ طبعِ معلی بسلکِ نظم بسفت — درِ معانیِ دیوان چو گوہرِ شہوار
برای مصرعِ تاریخِ طبعِ این دیوان — بگو سعید گلِ بوستانِ رشکِ بہار

۱۲۹۷ ھ

قطعۂ تاریخ طبعزاد منشی گوبند پرشاد متخلص بہ فضا

زہے ہنربرِ علی میرزا فرید و نقدر
ہین شاہزادۂ نیک اختر و مظفر جنگ

کیا اونھون نے یہ دیوانِ تازہ کیا تصنیف
کہ شاعرانِ سخندان ہین جسکو دیکھکے دنگ

جو بیت بیت مین مضمونِ عاشقانہ ہی
ہر ایک مصرعِ دلکش ہی اسکا شکلِ خدنگ

زبان فصیح بیان دلکش اور محاورہ خوب
نئے نئے ہین سب انداز اور نیا ہی رنگ

چھپا ہی آج کل اس مطبعِ نظامی مین
وہ آب و تاب ہی جس سے گہر بنا ہی سنگ

لکھا ہوا ہی جو خوشخط بخطِ نستعلیق
ہر ایک دیدۂ بینا کو دید کی ہی امنگ

فضا تو لکھہ سنِ ہجری یہ مصرعِ موزون
کہ تحفہ آمد دیوان مرقع ارژنگ

ھ ۱۲۹۷

تقریظ با تاریخ از بندۂ ننگِ انام راقم تخلص ثرا این بخش نام خلف منشی گوبند پرشاد فضا ملازم مطبع نظامی کاتب دیوان ہذا

اختر برجِ شرف شاہِ اودھ
فدوی شاہِ نجف شاہِ اودھ

اونکے شہزادے ہین یہ جانِ جہان ‎ رستمِ ہند ہنر پر دوران
کیا تصنیف اونھون نے دیوان ‎ دلِ عشاق ہی جسپر قربان
رشکِ گلزار ہی دیوانِ ہنر ‎ گلِ بیخار ہی دیوانِ ہنر
درِ مضمون ہی یہ باآب وتاب ‎ شرم سے جسکی ہی گوہر بے آب
مطلعِ مہر ہی ہر اک مطلع ‎ قطعۂ باغِ ارم ہر مقطع
بحرِ موّاج ہی ہر ایک ردیف ‎ بیت بیت ابروِ خوبانِ لطیف
اوج پر ہی یہ زمینِ اشعار ‎ آستان جسکا ہی چرخِ دوّار
کیون نہ یہ نظم ہو مقبولِ انام ‎ خسروِ ملکِ سخن کا ہی کلام
خانِ ذیشان ہین جو عبدالرحمن ‎ خوب چھاپا یہ اونھون نے دیوان
منصرم شیخ محمد یعقوب ‎ کیا اونھون نے رکھا طرزِ مرغوب
صفحہ صفحہ ہی عذارِ مہوش ‎ سطرین جون زلفِ حسینان دلکش
بیل بوٹے ہین جو گلزارِ جنان ‎ جدولین اسکی ہین انہارِ جنان
یون طرحدار یہ دیوان جو چھپا ‎ دیکھکر تب مرے دل نے یہ کہا

تم بھی راقم یہی سالِ زیبا	لکھو دیوان بخدا خوب چھپا
	۱۲ ھ ۹۰

قطعۂ تاریخ طبع دیوان ہزبر

ہوا مطبوعِ طبعِ عالمیان	یہ گُلِ گُلشن مرادِ ہزبر
سالِ تاریخ طبع راقم نے	یہ لکھا نظمِ طبعزادِ ہزبر
	۱۲ ھ ۹۰

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ الملک العلام والصلوٰۃ والسلام علی محمد و آلہ الکرام کہ این دیوان فصاحت عنوان بلاغت نشان زادۂ طبع عالی وقار شاہزادۂ نامدار سحبان زبان افصح دوران مہر سپہر جہانداری آفتاب سلطنت و بختیاری شہریار کشور سخنوری ہنر بیشۂ معنی پروری صاحب عالم و عالمیان حضور پرنور پرنس فریدون قدر جنرل مرزا محمد ہزبر علی بہادر بے بہادر المتخلص بہ ہزبر خلف اکبر

حضرت سلطان ابن السلطان خاقان ابن الخاقان پادشاه
ظل اللہ ابو المنصور ناصر الدین پادشاہ عادل قیصر زمان
سلطان عالم محمد واجد علی شاہ بادشاہ اودھ ادام اللہ
سلطانہ و افاض علی العالمین برہ و احسانہ در زمانی سعید و اوان
حمید سال یک ہزار و دو صد و نود و ہفت ہجری اواخر ماہ ذیحجہ
در مطبع نظامی کانپور باہتمام العبد المذنب الراجی الی رحمتہ
الملک المنان محمد عبد الرحمن بحسن سر انجام پیرایۂ اتمام
پوشید

وجہ ختم بر خاتمہ

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب
چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہے مہر و
دستخط مہتمم کے ثبت کیے گئے

العبد ـــــــــــــــل
بن حاجی محمد روشن خان مرحوم بقلم

محمد روشن خان حاجی
محمد عبد الرحمن خان

[illegible]

یچے اور درجہ اوپر لکھیں اور نیچے کی رقموں
ں اور دونوں کے حاصل ضرب کو درجہ کی
ے اوزان اور تمام حاصلات ضرب کو جمع
و اوزان کے حاصلات ضرب پر تقسیم کر ڈالیں
ہ نسبت کرنا چاہیے اور جو مفردات ہیں
اوسکے اوپر درجہ کے مقام میں صفر لکھنا چاہیے
آئے گا لیکن سب وزنوں میں مقسوم علیہ
فردات میں بعضے حار ہوں اور بعضے بارد تو
رد کو جدا لکھنا چاہیے اور دونوں کے
رنی چاہییں پھر اقل کو اکثر میں سے گھٹا کر
ں اور سب اجزای حار اور بارد پر تقسیم یا نسبت
ل نسبت مرکب کا درجہ ہوگا اور رطوبت
پر معلوم ہو جاتا ہی اور اگر اجزای حارہ اور
وی ہوں تو وہ مرکب معتدل ہی اور توضیح
ھی ذکر کی جاتی ہیں تاکہ مبتدی بخوبی سمجھہ
ساوی الاوزان اور فقط حار ہوں وہ ہی
ہ میں حار ہی اور دوسری دو تیسرے درجہ
میں اور ہر ایک کا وزن دو درم ترکیب
میں لکھا اور اونکے دہنے اسامی کا [illegible]

از عاجز محمد یعقوب منصرم مطبع [illegible]

حبذا نظمی که از ابن شاه ماست — حبذا نظمی که شاه نظمهاست
حبذا دیوان که دیوان شه است — وز سمای فکر شه تابان مه است
این گزین تصنیف شاه خوش مقال — بی نظیر و بی ندید و بی مثال
معدنی ز الماس و لعل و گوهر ست — لائق تحریر از آب زر ست
مژده باد ای عشقبازان مژده باد — نو نگاری برقع از رخ بر کشاد
مژده باد ای بلبلان کامد بهار — در چمن بشگفت گلها صد هزار
یعنی این رنگین گلستان سخن — پر ضیا شمع شبستان سخن
دلربا محبوب ارباب نظر — جلوه آرا گشت با صد زیب و فر
ز آسمان فکر شه دُربار ابر — آنکه نامش هست دیوان هنر
خوش نمایان گشت و باران چون سحاب — کشت شوق اهل دل را داد آب
یا الهی تا دواوین در جهان — هست ذوق افزای طبع عاشقان
باد این دیوان شاه نیکنام — چاشنی بخش دل هر خاص و عام
یارب این زیبا نگار مه جمال — جلوه آرا باد بر اوج کمال
همچو یوسف در جهان محبوب باد — طالبش هر دیده چون یعقوب باد